حکمت و معرفت سے لبریز
وجدانی تمثیلات سے آراستہ فکر و عمل میں
انقلاب لانے والی کتاب

مکتوباتِ غلامؒ

تصنیف

عارف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب ضارؔ رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل الرحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد-۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوباتِ غلامؒ

تصنیف

عاف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

به اهتمام

حافظ مولوی فضل الرحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد-۵۳

تفصیلات کتاب

نام کتاب : مکتوباتِ غلامؒ

تصنیف : عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

صفحات : ۱۲۰

تعدادِ اشاعت : ایک ہزار

جدید اشاعت : ۲۰۰۸ء - ۱۴۲۹ھ

کتابت : شکیل کمپوزنگ سنٹر

طباعت : عائشہ آفسیٹ پرنٹرس

روبرو ملک پیٹ فائر اسٹیشن، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ،

حیدرآباد۔ فون: 9391110835, 9346338145

قیمت : -/40 روپے

بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل الرحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد-۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

احقر اپنی اس تصنیف کو واقف اسرار نور

حضرت شاہ سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

اور

ناشر سر ظہور حضرت شاہ محمد حسین صاحب قبلہ

(ناظم عدالت سمستان ونپرتی) رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی سے

معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے

احقر

(حضرت شاہ صوفی) **غلام محمد** (رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامع شریعت و طریقت صاحب حقیقت و معرفت

عارف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے احوال و معارف سے لبریز

خطوط

اپنے مرشد اور مربیؔ روحانی کے نام.....

خادم الاولیاء

شاہ کمال الرحمن

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر ، حیدرآباد - ۲۸

خلیفہ حضرت شیخؒ

فہرستِ عنوانات... اشاراتِ علمیہ

پیشِ لفظ ۷

مکتوباتِ غلام... اپنے مرشد و مربیِّ روحانی کے نام

مکتوب (۱) ۱۰
مکتوب (۲) ۱۳
مکتوب (۳) ۱۶
مکتوب (۴) ۱۸
مکتوب (۵) ۲۰
مکتوب (۶) ۲۱
مکتوب (۷) ۲۲
مکتوب (۸) ۲۳
مکتوب (۹) ۲۴
مکتوب (۱۰) ۲۵
مکتوب (۱۱) ۲۷
مکتوب (۱۲) ۲۹
مکتوب (۱۳) ۳۰
مکتوب (۱۴) و (۱۵) ۳۱
مکتوب (۱۶) ۳۲
مکتوب (۱۷) ۳۴

مکتوباتِ غلام... اپنے مریدین و معتقدین کے نام

مکتوب (۱) تین مرحلے ۳۷
مکتوب (۲) ایک علمی اعتبار ۳۸
مکتوب (۳) رب کون ہے؟ ۳۹
مکتوب (۴) کیا کریں؟ ۴۰
مکتوب (۵) شعور ۴۲
مکتوب (۶) حقائق الوہیت و رسالت ۴۳
مکتوب (۷) علمی سلوک ۴۷
مکتوب (۸) حقیقتِ تلاوت ۴۹
مکتوب (۹) مجاہدہ اور مراتبِ یاد و غفلت ۵۲

مکتوب (۱۰) قرآن اور کائنات کا ربط ۵۵
مکتوب (۱۱) نظر میں نور دل میں سرور ۵۷
مکتوب (۱۲) نماز اس طرح سنورتی ہے ۵۸
مکتوب (۱۳) مطالب کلمۂ طیبہ اور فکر و عمل ۶۱
مکتوب (۱۴) مجھے کیا کرنا ہے ؟ ۶۳
مکتوب (۱۵) مقامِ انسانیت ۶۶
مکتوب (۱۶) انسان کیا ہے ؟ ۶۸
مکتوب (۱۷) رہنمائے فطرت ۷۲
مکتوب (۱۸) دعوت دین ۷۶
مکتوب (۱۹) حقیقی نباضی ۸۰
مکتوب (۲۰) مفید مشورے ۸۳
مکتوب (۲۱) عمومی مسائل اور حدود ۸۸
مکتوب (۲۲) باطل شکن ۹۴
مکتوب (۲۳) راز فاش کر دیا ۹۹
مکتوب (۲۴) انتہاءِ قرب ۱۰۲
مکتوب (۲۵) اپنا شعار ۱۰۳
مکتوب (۲۶) علم بدل ۱۰۴
مکتوب (۲۷) معیارِ انتخاب ۱۰۵
مکتوب (۲۸) قسمت اور کچھ مسائل ۱۰۸
مکتوب (۲۹) حکیم کی بات ۱۰۹
مکتوب (۳۰) درسِ اخلاص ۱۱۰
مکتوب (۳۱) عاشقوں کی عید ۱۱۲
مکتوب (۳۲) خالق کی پہچان ۱۱۳
مکتوب (۳۳) معرفتِ ذاتِ حق ۱۱۵

شکیل کمپوزنگ سنٹر

زیر مطالعہ کتاب خود ہماری خدمات کی آئینہ دار

17-9-183/3/5 ، نزد مسجد معراج ، کرماگوڑہ ، سعید آباد ، حیدر آباد ۔ ۵۹ فون: 528583

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

سلسلہ قادریہ، چشتیہ، کمالیہ کی نامور شخصیت، جنوبی ہندوستان کے مایہ ناز صاحب حال بزرگ جن کو اللہ رب العزت نے علم لدنی سے آراستہ فرمایا تھا ان کے عرفانی اور روحانی خطوط پیش کئے جا رہے ہیں حضرتؒ کے تعارف میں بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا اس وقت صرف اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ حضرتؒ کے برادران طریقت میں حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، حضرت الیاس برنیؒ اور ڈاکٹر میر ولی الدینؒ (صدر شعبہ فلسفہ جامعہ عثمانیہ) وغیرہ رہے ہیں۔ جامع شریعت و طریقت عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ شمال سے ولی اللّٰہی فکر و عمل اور جنوب سے کمال اللّٰہی علم و حال کی جامعیت ایک ایسی خصوصیت ہے جو حضرت والا کو ممتاز بنائے ہوئے تھی۔ حضرت کی مقبولیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے دست حق پرست پر ان گنت کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں نے بیعت کر کے اپنی عاقبت روشن کی ہے۔ اور بلا مبالغہ سیکڑوں نہیں ہزاروں مریدین و معتقدین دیہات، اضلاع، شہروں بلکہ ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں جنھوں نے حضرت سے بقدر ظرف و استعداد استفادہ کیا اور آج افادہ کا سبب بھی بن رہے ہیں۔ اس کتاب میں ابتداء میں وہ خطوط لکھے گئے ہیں جو آپ نے اپنے مرشد محترم کے نام لکھا اور احوال ذکر کئے اور معارف کا انکشاف ہوتا رہا ان موجودہ تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ بہت

سے خطوط لکھے گئے ہوں گے ۔ لیکن جیسی کچھ حفاظت ہو سکی ۔ جس قدر بھی ممکن ہو سکا بتوفیق الٰہی سعادت سمجھ کر پیش کئے جا رہے ہیں مشتاقان علم معرفت کے لئے یہ زرین موقع ہے ، اس میں ترقی مدارج کا سامان ہے مقربین کے لئے علوم معارف پر مشتمل بہترین سرمایہ ہے ۔

دوسرے مرحلہ میں وہ خطوط ہیں جو حضرت والا نے اپنے مریدین و معتقدین کے نام لکھے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر خط ایک آئینہ ہے جس میں علم صحیح کو دیکھا جا سکتا ہے اور ہر مکتوب یوں لگتا ہے :۔

بحر عرفان میں غوطہ زن ہونا
عارفو بس یہ حال ہے میرا

گویا معرفت کا ایک چشمہ صافی ہے جس سے ہزاروں ، لاکھوں لوگوں نے سیرابی حاصل کی اور سیراب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ سیراب ہوتے رہیں گے ۔ عموماً خطوط میں مربوط بیان ، یا مضمون و عنوان نہیں رہتا لیکن یہ حضرت کے علم و قلم کا کمال ہے کہ قدر ضرورت ضرورت کی بات کے ساتھ ہی اپنے علم و حال کے اعتبارات ظاہر فرما دیتے ہیں اس لئے خطوط میں عنوانات یا علمی اشارات دینے میں کوئی دقت نہیں ہوئی اس طرح فہرست عنوانات کی ایک صورت نکل آئی ۔ عقائد ہوں کہ عبادات ، معاملات ہوں کہ اخلاق زندگی کے تمام ہی شعبوں میں ان مکتوبات سے رہبری ملتی ہے یہ خواص کے لئے عمدہ تحفہ اور عوام کے لئے بہترین رہنما ہے ۔

ہر وہ شخص جو سنجیدگی اور سچی طلب سے اس کو پڑھے گا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔ کتاب و سنت کی تحت ، افراط و تفریط سے بچ کر ، حقوق و حدود کی رعایت

اور ظاہر و باطن کی جامعیت لئے ہوئے یہ خطوط و مکتوبات ہیں ہر خط علم الہٰی سے پرُ اور انوار احسانی سے مملونظر آتا ہے ۔ بالخصوص افراط و تفریط کے چکر میں پڑے ہوئے لوگوں کو ورطہ ہلاکت سے نکالنے کا ذریعہ ہے ۔اس کی افادیت عام اور اس سے باعتبار علم و عمل اور باعتبار قال و حال فائدہ اٹھانا اپنا کام ہے ۔

فکر و عمل میں انقلاب لانے والی اس کتاب کو پڑھئے اور استفادہ کیجئے اور فقیر کے حق میں دعا فرمایئے اللہ تعالی محض اپنے فضل و کرم سے بہ فیضان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، بہ طفیل حضرت شیخ اور والد ماجد حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ حسن نیت، حسن عمل اور حسن خاتمہ نصیب فرمائے ۔

فقیر الی اللہ ،خادم الاولیاء

شاہ کمال الرحمن

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر ،حیدر آباد ۔ ۲۸

آندھرا پردیش (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از
مغل گدہ

مکتوب (۱)

سیدی و مخدومی دامت فیوضکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بار بار خیال آرہا ہے کہ آپ سے اپنی تفصیلات عرض کروں۔ توفیق الٰہی سمجھ کر کر رہا ہوں۔ شائد اسی سے اس غلام کا اصل مرض معلوم ہو اور حالات درست ہوجائیں۔ بیعت سے پہلے اور بعد حضرت قبلہ سے بہت کچھ سن چکا ہوں جن کا بیشتر حصہ قلب میں محفوظ ہے۔ حضرت قبلہ نے بیعت کے بعد ذکر قلبی اور اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ خیال رکھنے کی تلقین فرمائی ذکر بعد فجر ایک ہزار مرتبہ ہورہا ہے ناغہ بھی ہوتا ہے۔ ذکر میں ابھی پختگی نہیں معلوم ہوتی۔ فکر کے متعلق عرض ہے جب صحبت نصیب ہوئی تو ادراک وجود میں مشغول ہوگیا۔ ورنہ کبھی مالکیت کبھی حاکمیت اور کبھی صفات کے ادراک میں مشغول ہوجاتا ہے استقرار کسی میں نہ ہوتا بعض مرتبہ ایسا ہوتا کہ جب مالکیت میں مشغول ہوجاتا حاکمیت کا علم آتا اور جب حاکمیت میں مشغول ہوجاتا صفات کا ادراک آجاتا اور جب صفات میں مشغول ہوجاتا وجود کا علم آتا اور جب وجود میں مشغول ہوجاتا تو یہ علم آتا کہ مدرک بھی وہی ہے اس کے ساتھ ہیبت شروع ہوجاتی اور سب ادراکات ختم ہوجاتے۔

میں نے منت مانی تھی کہ قبلہ اگر بیعت لے لیں تو سو رکعت نفل پڑھوں گا اور جب یہ سعادت مل گئی تو اسی شب اس کو پورا کرلیا۔

ابتداء اور بعد میں چند خواب نظر آئے تھے جو یاد ہیں عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) میرے ہاتھ میں ایک لانبی چھڑی ہے چھڑی کے سرے سے ایک ڈورا بندھا ہوا ہے اور ڈورے کے سرے پر چھوٹی سے چھتری ہے کاغذ کی لگی ہوئی ہے۔ پتنگ کی طرح ہاتھ، چھڑی، ڈورا سب آسمان کی طرف بلند ہیں اور میں پرواز کر رہا ہوں۔ لوگ کہ رہے ہیں کہ یہ علم صحیح کی برکت ہے۔

(۲) ایک دروازے پر اندھیرے میں حضرت قبلہ کے انتظار میں کھڑا ہوں۔ اتنے میں حضرت قبلہ تشریف لائے اور مجھے اپنے دونوں ہاتھوں میں اٹھالئے جس طرح بچہ کو ہاتھوں میں اٹھالیا جاتا ہے اور دعا فرمائی۔

(۳) میں فضاء میں پرواز کر رہا ہوں ایک بڑا سانپ پرواز کرتے ہوئے ہی میرا پیچھا کر رہا ہے اور دونوں نہایت تیز رفتاری سے اڑے جا رہے ہیں خشکی کا حصہ ختم کرکے ہم سمندری حصہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سے ہماری رفتار بہت تیز ہوگئی اور سانپ کی جسامت چھوٹی ہونے لگی سمندر کا کنارہ آنے تک سانپ چھوٹا ہوتے ہوتے پرندے کی شکل میں منتقل ہوگیا اور برابر پیچھا کئے جا رہا ہے۔ جب سمندر ختم ہوگیا تو وہ طوطا بن گیا اور ایک پنجرے میں بند ہوگیا میں بھی ٹھیر گیا اور اس کو دیکھنے لگا۔

(۴) ایک مرتبہ خواب میں ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ میں حضرت قبلہ کے سینہ مبارک میں جذب ہو رہا ہوں۔

الحمد للہ کہ الوہیت الہیہ اور رسالت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصدیق قلب میں متمکن ہے اور باعتبار معبودیت و ربوبیت سارے عالم سے استغناء حاصل ہے لیکن افسوس اس کا ہے کہ باوجود افعال وصفات و وجود کا علم ہونے کے اس پر استقرار حاصل نہیں ہے حیرت ہے کہ علم حضوری میں یہ غفلت کیسی؟

ادھر معاش کی یہ حالت ہے کہ میں بھی بیکار اور والد صاحب بھی۔

افلاس و غربت کا خوف نہیں لیکن مقروض حیثیت ناپسند ہے۔ فاقہ کا غم نہیں لیکن اپنا بار دوسرے پر ڈالنے سے شرم آتی ہے۔ حق کا شکر ہے کہ صبر دل میں جلوہ گر ہے اور جب خیالات و حالات سے قدرے پریشانی ہوتی ہے تو اللھم انی اسئلک رضاک کہکر سکون حاصل کرتا ہوں۔

مجھے ان دنیاوی دھندوں کی فکر نہیں لیکن اپنے اول و آخر، ظاہر و باطن، قریب و اقرب اور محیط کی دوری کیسے برداشت کروں۔

جذبات و احساسات اور ادراکات موزوں الفاظ کی صورت میں ظاہر ہو رہے تھے جن سے چند غزلیں بن گئی ہیں ارسال خدمت ہیں ایک غزل کا شعر یہ ہے:۔

تیری یافت اور شہود پر میری زندگی کا ثبات ہے
تیرا وصل میری حیات ہے ترا فصل میرے ممات ہے

دوسری غزل کا شعر یہ ہے:۔

کھل جائے میرا عشق تو جینا محال ہو
جینا محال ہو تو ہو رسوا جمال ہو

(نوٹ:۔ یہ دونوں غزلیں اور عرفانی نظمیں کلام غلام کتاب کے صفحہ ۱۴۴ اور صفحہ ۱۴۶ پر مندرج اور مذکور و منقول ہیں اس لئے یہاں پر ان دونوں نظموں کو پورا نہیں لکھا گیا...... (کمال الرحمن)

باقی حالات لائق شکر ہیں۔ والسلام

دعاؤں اور توجہات کا طالب

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب (۲)

سیدی مخدومی دامت برکاتکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدمت مبارک سے فیضیاب ہو کر حسب الحکم "صدیقین" سے سند مبارک پاکر شہادت حاصل کر کے برکت کی دعاؤں سے سرفراز ہوا۔ بار گراں کے احساس سے ندامت و پریشانی اور محض فضل و عطا کے ادراک سے فخر و مسرت کے دورے اب تک جاری ہیں کدھر غلام اور کدھر یہ مقام! سارے امور اسی کے تفویض ہیں جس نے اس حقیر کو فقیر بنا دیا۔

مکان سے ہوتا ہوا مندڑی پہونچا احباب سخت منتظر تھے چھ دن قیام رہا اللہ تعالیٰ نے رات دن بولنے کی توفیق دی۔ احباب کے شدید اصرار اور سخت تقاضے کی بناء پر مجبوراً امتثال امر اور تکمیل عہد کے لئے اللہ کے عطا کردہ الفاظ میں دس احباب کی بیعت لے لی گئی ہے۔ ان میں سے ایک صاحب سے معذرت چاہی گئی تو وہ بے ساختہ رو پڑے ابھی بعض احباب روٹھے ہوئے ہیں اور بعض حضرات کا اصرار باقی ہے لیکن جوں جوں دن گذرتے جارہے ہیں کام کی اہمیت اور اپنی حیثیت کا خوف پیدا ہوتا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو نور اور نورانی کردیں اپنی مرضیات کی تعمیل کی توفیق عطا فرمائیں وہی مولیٰ و نصیر ہیں۔

مندڑی سے نکل کر ایک نادیدہ دوست کی دعوت پر آتما کور پہونچا۔ موصوف

انجمن اسلامیہ کے معلم ہیں ۔ موصوف سے کافی گفتگو رہی مزید ۴۰ ۶ اصحاب کے سامنے دین کو اپنی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کا موقع ملا الحمد للّٰہ کہ تاثرات بہت اچھے رہے ۔ ایک مقامی وکیل عثمان صاحب بھی شریک تھے انھوں نے کہا کہ اگر آپ اپنی تقاریر چھپوادیں تو بہت اچھا ہے انہی سے معلوم ہوا کہ "امر چنتہ "قادیانی حضرات کا مرکز ہے اور وہ لوگ ترغیب و ترھیب کے بعد اب ترھیب پر اتر آئے ہیں اور مسلم ملازمین کو دھمکی دی جارہی ہے کہ قادیانی جماعت میں شریک نہ ہونگے تو ملازمت سے علحدہ کردیا جائے گا لوگوں کو مسلسل بہکایا جارہا ہے اور یقین دلایا جارہا ہے کہ ہمارے دلائل کا مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہیں ۔

اور افسوس ہے کہ اس نواح میں تردیدی کام کرنے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا ۔

(۴) ۱۴ / ذی قعدہ کو حضرت والد صاحب کا تین مہینے کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا ہے دعاء مغفرت کی درخواست ہے ۔ مریال گوڑہ سے خادم کا تبادلہ ہوگیا ہے ۔ مدرسہ تحتانیہ یلاریڈی گوڑپر کارگذار ہوں جو نلگنڈہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر لب سڑک واقع ہے صرف دو تین زراعت پیشہ مسلمانوں کے مکان ہیں جن کی صورت مہینوں میں نظر نہیں آتی ۔ جمعہ کی نماز کے لئے نارکٹ پلی جانا پڑتا ہے جو یہاں سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہے اللہ تعالی نے اپنے فضل سے صدر صاحب ، اور ایک مدرس کو مقتدی بنادیا ہے جس سے جماعت حاصل ہے ۔

(۵) مصلیان مریال گوڑہ کے مطالبہ پر " ربیع الاول کو مریال گوڑہ حاضر ہوا تھا دو مرتبہ خطاب عام کا موقع ملا تاثرات اچھے رہے ، عبادت کی حقیقت اور نماز سے اس کا تعلق بیان کیا جارہا تھا تو ایک صاحب بے ساختہ چیخ اٹھے اور ایک دوسرے صاحب جن سے سلام علیک تھی آکر کہنے لگے کہ مولوی صاحب یہ کیا بات ہے کہ مجھے آپ کو

دیکھتے ہی خوف پیدا ہوتا ہے۔

نلگنڈہ میں کئی مرتبہ خطاب کا موقع ملا اور ہر مرتبہ سامعین کی تعداد بڑھتی رہی حق تعالی کا فضل ہوتا رہا اور جہاں بھی کلمہ طیبہ کی تفصیلات کو پیش کیا جاتا رہا لوگ اسی کے پیاسے معلوم ہو رہے تھے۔

(۶) کچھ حالات یہ ہیں کہ یہاں ہر پیر اور مرید مرتبہ قرب ہی کی گفتگو میں مصروف ہیں مرتبہ دین کو کوئی پیش ہی نہیں کرتا۔ اسی لئے بہت سے لوگ راہ حق سے رکے ہوئے ہیں۔ رکاوٹ کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوئی کہ جو بھی رجوع ہوتا ہے اس کو پہلے بیعت کی دعوت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ مایوس ہوجاتا اور واپس ہوجاتا ہے۔

(۷) حسب الحکم یافت و شہود میں لگا ہوا ہوں۔ لذت نظر اور شوق لقاء کا مطالبہ جاری ہے۔ اللہ ہی وکیل و کفیل ہیں۔ دعا ہے کہ حق تعالی اس حقیر کو اپنا بنالیں اور وہ اس کے ہوجائیں۔

طالب توجہ

غلام

یکم جنوری ۱۵ء م ۲۹/ ربیع الاول دوشنبہ

یلاریڈی گوڑہ، ضلع نلگنڈہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب (۳)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

سیدی ومولائی مد ظلکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ کرمنامہ ۱۳/ جنوری کو وصول ہوا اور فیض بخشا۔ غلام سے غفلت ضرور ہوئی کہ طویل مدت تک عرض حال نہ کرسکا اگرچہ کہ متوجہ رہا۔ عرضی کے دو حصے اسی لئے تھے کہ پہلا حصہ کسی دن پہلے لکھا جاچکا تھا لیکن پیش کرنے میں غفلت ہوئی۔

الحمد للہ کرمنامہ کے حصول کے بعد توجہات اور فیوض محسوس ہیں قبل ازیں یوں محسوس نہ تھے یافت وشہود غالب ہوتا جارہا ہے۔ بعض مرتبہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ استغراق تام صرف ایک لحظہ کی بات ہے لیکن نہیں ہوتا۔ شہود میں نظر ہستی کو لے کر واپس آتی ہے لیکن ابھی صاف اور تمام تر نہیں۔ ذکر قلبی بھی قوی ہوگیا ہے اور لطائف سر واخفا کا اجراء ہوگیا ہے لیکن لطیفہ روح اور لطیفہ خفی بہت کم متاثر ہیں۔ معمولات میں تہجد پر دوام حاصل نہیں ہے کبھی مسلسل ملتی ہے اور کبھی ناغوں سے بعد فجر ذکر قلبی ایک ہزار اس کے بعد چار رکعت اشراق۔ اس کے بعد قرآن شریف کا ایک پارہ اس کے بعد مناجات مقبول کی ایک منزل۔ پھر تمام احباب کے لئے دعا۔ بعد عصر ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ اور ایکسو مرتبہ استغفار اور یا ارحم الراحمین۔ بعد مغرب اوابین اور حفظ الایمان۔ اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف۔ بعد عشاء سورۃ سجدہ۔ سورہ

یسین ۔ سورہ واقعہ ۔ سورہ ملک ۔ ذکر قلبی کے بعد تھوڑی دیر فکر اور استرداد امانت ۔ تصحیح علمی اور تجدید ایمان کرلیا جاتا ہے ۔

معالجاتی سلسلہ مستقل طور پر شروع کرنے کا خیال ہے اور کئی سال سے یونانی طب کا مطالعہ بھی ہے اور نسخوں کا ایک ذخیرہ بھی ہو گیا ہے لیکن اس خیال کو عملی صورت دینے کا موقع نہیں مل رہا ہے ۔ نہیں معلوم کیا بات ہے ؟ ہومیو پیتھی کتب کا بھی سرسری مطالعہ کیا گیا ہے ۔ محمد اسمعیل صاحب لاہوری کی چشمہ ہو میو پیتھک اور بایو کیمک مکان میں موجود ہے ۔ اسی سلسلہ میں مشورہ مطلوب ہے کہ کیا کیا جائے ۔

تبلیغ دین و تکمیل کے سلسلہ میں ملازمت بند پا معلوم ہو رہی ہے لیکن رضاء و تسلیم پیش نظر ہے ۔

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۶/اپریل ۱۹۵۱ء

مکتوب (۴)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مولائی مد ظلکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد اللہ علی احسانہ۔ صورتیں، ہستی کا آئینہ ہوتی ہیں۔ نظر جتنی واپس ہوتی ہے اتنا ہی وجود بے کیف مشہود ہوتا ہے۔

فجر سے دس بجے تک یافت و شہود کا غلبہ رہتا ہے۔ پھر عصر بعد سے رات نو، دس بجے تک یافت و شہود غالب رہتا ہے اور درمیان میں ذہول رہتا ہے۔ ذکر کے مقابلے پر علم ہی پرزور ہے اور الحمد للہ خطوط کی حفاظت کی توفیق حاصل ہے اور بفضل تعالیٰ حکمت تبلیغ بھی حاصل ہے استعانت کے سلسلہ میں دعا، توبہ، توکل، صبر و شکر کو تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا کرتا ہوں لوگوں کو یہ ایک عجیب اور نئی بات معلوم ہوتی ہے اور نہایت دلچسپی سے سنتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کی تفصیل کے سلسلہ میں الوہیت الٰہیہ کے اعتبارات کی طرح رسالت محمدیہ کے متوازی اعتبارات کی بہت دنوں سے فکر تھی۔ حالیہ ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینوں میں اس طرف خاص خیال رہا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اعتبارات رسالت کی بھی تفصیل عطا فرمائی کہ جس طرح ذات الٰہی معبود،

رب، مالک و حاکم، نافع و وضار ہے اسی طرح ذات رسول معلم و مربی، مطاع، و متبوع اور بشیر و نذیر ہے۔ اس طرح الوہیت الہٰیہ کی طرح رسالت محمدیہ کے بہت سے اعتبارات کھل کر سامنے آگئے۔ اس طرح اللہ اور بندہ کے تعلق کی طرح رسول اور امتی کا تعلق واضح ہو گیا الحمد للہ اوراد وظائف میں بعض مرتبہ زبان بند ہو جاتی ہے اور تسبیح رک جاتی ہے کیونکہ ان سب کا مقصود حضور ہے اور جب حضور حاصل ہے تو پھر کیا کیا جائے۔ معلومات میں بہت کچھ تفصیلی علم ہے لیکن وجدانی تفصیلات کا انتظار ہے۔

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۳/اپریل ۱۹۵۱ء

مکتوب (۵)

سیدی و مولائی دام ظلکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) الحمد للہ بخیر ہوں کہ کرمنامہ مصدر فیوض ہوا۔ وجود میں کائنات نمایاں ہے اور بغیر کائنات کے وجود پنہاں ہے۔ صورت سے نظر گذرنے کے لئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فنائے تام یا محویت کاملہ حاصل ہوجائے اور عملاً یہی بات کچھ مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لذت نظر اور شوق لقاء کا مطالبہ جاری ہے۔ حق تعالیٰ جلد ہی وہ وقت لائیں کہ تمام مقامات وجدانا طے ہوجائیں۔

(۲) مندرڑی سے خط آیا ہے کہ اس دورہ میں حضرت قبلہ کو ضرور لے آئیں تمام احباب جمع رہیں گے محض دین ہی کی خاطر اور بھی بعض حضرات آرہے ہیں۔

(۳) انہی تعطیلات میں ایک عزیز کا عقد مقرر ہے۔ اس موقعہ سے تشریف آوری سے زیادہ لوگ فیضیاب ہوسکیں گے۔ حضرت والا کا، وہاں کا سفر خادم کے لئے باعث تبریک اور احباب کے لئے ایمانی واحسانی تقویت کا موجب ہے اور دیگر حضرات کے لئے باعث ہدایت ہے۔ عقد تحت شریعت اور رسوم سے پاک ہوگا۔ احباب کا تقاضہ شدید ہے اور یہ بھی درخواست ہے کہ اگر ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب مدظلہ بھی تشریف لائیں تو ہمارے لئے باعث خوشنودی ہوگا۔ والسلام

غلام ۲۳/۴/۱۹۵۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از مقام
یلاریڈی گوڑہ

مکتوب (۶)

سیدی مولائی دامت برکاتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمدُ للہ علی احسانہ۔ ۱۱/ جولائی کو شب میں حاضر خدمت ہوا تھا لیکن ذرا تاخیر ہوگئی تھی مجلس برخاست ہو چکی تھی۔ اسلئے واپس ہوگیا۔ ۱۲/ جولائی صبح ۳۰-۶ کی بس سے یلاریڈی گوڑہ حاضر ہوگیا۔ مندڑی واپسی کے بعد کچھ حالات عرض نہیں کئے جاسکے۔ مندڑی کے بقیہ احباب نے بیعت کا سخت تقاضہ کیا جن میں ۶ نوجوان ۲ بڑے اور ۲ عورتیں شامل ہیں۔ ہمارے پاس اصلی چیز تعلیم و تربیت ہے بیعت بعد کو ہو سکتی ہے ان کو چند روز انتظار کرنے اور حاصل شدہ علم پر عمل کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ اکثر یہی حالات پیش آرہے ہیں کہ لوگ علم کو استعمال کر کے نتائج کے ظہور تک انتظار کرنے کے بجائے پہلے ہی بیعت کا تقاضہ شروع کر دیتے ہیں۔

(۲) ایک درگاہ کے سجادہ صاحب کے پاس جانا ہوا تھا وہاں آئے ہوئے صاحب کی شہرت سنی جارہی تھی۔ موصوف سے طالب علمانہ حیثیت سے گفتگو شروع ہوئی معلوم ہوا کہ موصوف عرفان اور علم دونوں سے خالی ہیں طرز گفتگو سے موصوف کھل گئے اور غلام ہی سے کچھ سننا چاہا۔ الحمد للہ تین بیٹھکوں میں کچھ عرض کرنے کا موقع ملا۔ موصوف بہت غور سے سنتے رہے اور متاثر بھی معلوم ہو رہے تھے دوسرے دن واپسی عمل میں آئی۔

(۳) شب قدر مریال گوڑہ میں گذری سینکڑوں کا مجمع تھا۔ الحمد للہ اچھے تاثرات رہے۔ نلگنڈہ کی عیدگاہ میں بھی خطاب کا موقعہ ملا۔

(۴) کچھ دنوں سے بہ نسبت شہود یافت کا غلبہ ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ کی خصوصی تفصیلات پیش نظر ہیں باقی حالات لائق شکر ہیں۔ والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یلاریڈی گوڑہ

مکتوب (۷)

سیدی و مولائی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

الحمدُ للہ علی احسانہ۔ ۲۳ / جولائی ۵۱ء کو خدمت گرامی میں عریضہ گذرانا گیا تھا لیکن جوابی کرمنامہ تاحال وصول نہیں ہوا۔ شاید غلام کا معروضہ وصول نہ ہوا ہو۔ مکرر معروضہ پیش ہے اور کرمنامہ کا انتظار گذشتہ مہینہ سے ایک قریبی موضع پامن گنڈلہ کو جانے کا موقع مل رہا ہے۔ وہاں کے دو اشخاص (باپ اور بیٹا) جو کلال قوم کے ہیں۔ اسلام سے کچھ متاثر تھے ان کے سامنے الوہیت و رسالت کی دعوت تفصیل سے پیش کی گئی۔ الحمد للہ دونوں نے تصدیق کی لڑکا جو جوان ہے زیادہ متاثر ہے ارکان اسلام بھی پیش کردئے گئے ہیں انہوں نے احکام کو ماننے کا بھی وعدہ کرلیا ہے۔

ایک اور میٹرک کامیاب نوجوان ہندو بھی ہماری تفہیمات سے متاثر ہے موصوف کا تبادلہ ہوگیا ہے مگر اس نوجوان نے وعدہ کرلیا ہے کہ انسانی اخلاقیات پر عمل کرنے کوشش کرے گا چنانچہ مسکرات کا ترک کردیا ہے اور اس کے اس عمل سے آبادی پر بڑا گہرا اثر پڑا ہے۔ گذشتہ چند دنوں سے طبعیت میں بے چینی ہے۔ توجہات حاصل ہیں۔ یاد میں اضافہ ہے۔ خادم ۸ / سپٹمبر کو مغل گدہ جارہا ہے واپسی کے بعد حاضر خدمت ہوں گا باقی حالات لائق شکر ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے لئے اور اپنے کام کے لئے مختص کرلیں۔ والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یلاریڈی گوڑہ

مکتوب (۸)

سیدی و مخدومی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

۱۰/ ڈسمبر کا کرمنامہ وصول ہوا اور باعث ازدیاد فیض ہوا۔ الحمد للہ کہ یاد غالب ہوتی جارہی ہے۔ غفلت کا وقفہ کم ہوتا جارہا ہے اور لی مع اللہ کے ظہور کا انتظار ہے۔ آثار جلال غائب ہیں اور طبعیت مائل بجمال ہے۔ فضلی پرورش شامل حال ہے غلام کا درِ رسالت کے سوا ٹھکانا ہی نہیں ہے جو کچھ ہورہا ہے فیضان رسالت ہے۔

پامن گنڈلہ کے نو مسلم باپ اور بیٹے میں اعتصام بڑھتا جارہا ہے۔ بیٹے کی کیفیت ایمانی حیرت انگیز ہے۔ نوجوان کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے نوجوان کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ بیوی کو بھی تدریجی طور پر متاثر کرنے کی کوشش کرے۔ یہ نوجوان اس سے کلی انقطاع کے لئے بھی تیار ہے۔ بلحاظ موقع آبادی میں کچھ چہ میگوئیاں بھی پیدا ہورہی ہیں لیکن کسی ناگوار بات کا اندیشہ نہیں اللہ تعالیٰ دونوں کو ابتلاء سے بچائیں۔ محرم کی تعطیلات میں دو دن کے لئے مندڑی جاکر آنے کا خیال ہے ۱۷/ ذی الحجہ کو خسر صاحب کا انتقال ہوگیا ہے اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمادیں قبلہ کا خیال تھا کہ مندڑی، ونپرتی، مغل گدہ اور محبوبنگر کا ایک دورہ کرلیا جائے لیکن یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ مبارک موقعہ کب آئے گا۔ غلام کو شرف معیت حاصل رہے تو زہے نصیب۔

انشاءاللہ ۸/ اکٹوبر ۱۹۵۱ء کو بلدہ حاضر ہوں گا۔ والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نومبر ۱۹۵۱ء

مکتوب (۹)

سیدی و مولائی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد اللہ علی احسانہ۔ حضرت کے خیال کے مطابق مندڑی کو جانا ہوا تھا۔ وہاں سے خط بھی وصول ہوا ہے۔ سب خیریت سے ہیں۔ پامن گنڈلہ جانا ہوا تھا۔ وہ دونوں نو مسلم حضرات ثابت قدم ہیں لیکن معلوم ہوا کہ آبادی میں چہ میگوئیاں بڑھ گئی ہیں اور دونوں سے کچھ دریافت کیا جارہا ہے۔ آئندہ بھی مولیٰ ہی مالک ہیں۔

۲۰/صفر کے بعد نلگنڈہ جانا ہوا تھا یکشنبہ، بعد عشاء تقریر رکھی گئی۔ دو گھنٹے سے زیادہ بولنے کی توفیق نصیب ہوئی اور کچھ عجیب حالات رہے۔ حق تعالیٰ کی رحمت کو استعانت کے طریقوں میں پیش کیا جارہا تھا۔ ماں اور بچہ کی مثال پیش نظر تھی یکایک ایک حالت طاری ہوئی ہاتھ اٹھ گئے اور ایسا محسوس ہوا کہ سینہ پھٹ کر دم نکل رہا ہے اور بے خیالی میں زور سے "اوح" کی ایک چیخ نکل گئی۔ کچھ ہی دیر بعد غلام خود ہی روتا کھڑا تھا اور آنسو بہ رہے تھے اور اکثر لوگ رو رہے تھے اور بعض عورتیں سر پیٹ رہی تھیں۔

۹/اور ۱۰/صفر دو یوم دو مقامات پر مجالس رہیں حاضرین کم و بیش تین سو کی تعداد میں رہے اور یہ سب قبلہ کے فیوض ہیں۔ الحمد للہ یاد غالب ہے لیکن قلب و روح کی تفصیلات سامنے نہیں آرہی ہیں اور علوم قرب پر عبور کا تقاضہ قائم ہے۔

والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب (۱۰)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مخدومی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ علی احسانہ۔ ۷؍فبروری کو تکمیل وعدہ کی خاطر منڈری کے سفر کا موقعہ ملا اور تین دن تجدید علم میں گذرے۔ احباب یاد میں لگے رہنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

انسان اور قرآن میں عجیب مطابقت نظر آرہی ہے کائنات کا ہر ذرہ اور قلب کا ہر خطرہ، انسان کا ہر عمل کسی نہ کسی نص قرآنی کا مظہر معلوم ہوتا ہے سورۂ والشمس میں عجیب تفصیل نظر آئی۔ فطرت کا ہر تقاضہ قرآن کا ایک صریح حکم معلوم ہوتا ہے۔ ایک بیان میں عجیب بات زبان پر آئی کہ جس طرح ال م قرآن کے حروف مقطعات ہیں اسی طرح جسم، دل، روح انسان کے حروف مقطعات ہیں۔ قبلہ کے فیوض کا ورود کچھ عجیب شان سے ہورہا ہے حق تعالیٰ اس کو قائم و دائم رکھے۔

ایک تاجر عطر اپنے عجیب حالات و امراض بیان کررہے ہیں * عمر ۴۵ سال ہے * شادی شدہ ہیں * ہمیشہ بری گالیوں کے وسوسے آتے رہتے ہیں * ان کے پاس سے گالیوں اور گفتگو کی آواز ایسی سنائی دیتی ہے جیسے بالمشافہ گفتگو کررہا ہو * پیشاب میں جلن اور خون ہے * شہادت کی انگلی اور پیر کے انگوٹھوں میں چھالے پڑتے ہیں اور

ایسا درد رہتا ہے جیسے آگ سے جلایا جارہا ہے * دیواروں پر دوڑتا پھرتا تھا * جنگلوں میں بھاگ جاتا تھا * کپڑے بھی جل جایا کرتے ہیں * بات کرتے کرتے رکتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ ایک سال سے یہ کیفیت ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو وہ جادو گر کررہا ہے ڈاکٹروں کا علاج ہوچکا۔ حضرت قبلہ اس سلسلہ میں اس کے لئے کوئی مشورہ دیں تو مناسب ہے۔

والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از

تاڈور تعلقہ ناگر، کرنول

مکتوب (۱۱)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی و مخدومی مد ظلکم العالی۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

(۱) قصبہ تاڈور ناگر کرنول سے بجانب شمال مشرق واقع ہے مسجد نہیں ہے یہاں کے معمر حضرات، سلطان علی شاہ کے حلقہ بگوش ہیں اور نوجوان حضرات دولھے پاشاہ کے حلقہ بگوش ہیں۔ دین سے قطعی ناآشنا ہیں۔ جوگیت ذہنوں پر چھائی ہوئی ہے۔ نماز روزے ان کے نزدیک بے معنیٰ ہو کر رہ گئے ہیں معلوم ہوا کہ اس پورے حلقہ کا یہی حال ہے۔ ان لوگوں کے کچھ افسوسناک حالات بھی سننے میں آئے ہیں۔ ہندو مسلم دونوں کو مرید کرتے ہیں۔ ہندو کو مرید کرنے کا شائد کسی نے رسمائیہ مقصد سمجھا ہو کہ انکو نیم مسلم یا کم از کم نیم ہندو بنا دیا جائے لیکن یہ دیکھ کہ نہایت صدمہ ہوتا ہے کہ خود مسلمان مرید نیم مسلم بلکہ بعض تو نیم ہندو بن گئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

(۲) ان مذکورہ حالات میں اصلاح بظاہر دشوار معلوم ہو رہی ہے تاہم بہ توفیق الہیٰ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ عاشور خانہ میں جمعہ پڑھی جا رہی ہے چار چھ حضرات شریک ہو رہے ہیں بچوں میں عربی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے ایک طالبہ نے دوسرا پارہ مکمل کر لیا ہے۔ قبلہ کے فیوض حاصل ہیں اور برکات پھیلتے جا رہے ہیں مزید دو، تین نوجوانوں نے دین کی راہ اختیار کر لی ہے۔

(۳) آج کل قلب میں لی مع اللہ کے ظہور کا تقاضہ ہے نسبت قوی ہوتی جارہی ہے ساتھ ہی تبلیغی توفیق بھی حاصل ہے مولیٰ کی فضلی پرورش ہے۔

آرزو ہے کہ زندگی کا ہر شعبہ " واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم " کا مصداق بن جائے۔

احباب منڈی نے سلام عرض کیا ہے۔

والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاڈور تعلقہ ناگر کرنول

مکتوب (۱۲)

۵ / جنوری ۱۹۵۲ء

سیدی و مولائی دامت فیوضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ علی احسانہ۔ قبلہ کے انعام و اکرام سے غلام کے ساتھ ساتھ احباب مندڑی کی گردنیں خم ہیں۔ فیوض و برکات کی ایک بارش تھی جو برستی رہی اور بے خودی کا ایک عالم تھا جو سب پر طاری تھا اللہ تعالیٰ ان فیوض و برکات کو قائم دائم رکھے۔ ویزیدھم من فضلہ کی تجلی ہوتی رہے۔ اللہ کے احسان و کرم سے دل مسرور اور جذبات شکر سے معمور ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک خوف بھی طاری ہے کہ کہیں

وماقدرو اللّٰہ حق قدرہ کا مصداق نہ بن جائیں۔ رہ رہ کر اپنی کوتاہیوں کا خیال آرہا ہے اور غلام قدر آقا کے لئے آقاہی کو اپنا وکیل بنا چکا ہے اور سب کام اسی کے تفویض ہیں۔ قبلہ کے مزاج کی حالت باعث تفکر ہے مولیٰ سے التجا ہے کہ صحت و عافیت کاملہ میں رکھے۔ سفر مدراس کا تذکرہ آیا تھا اس کی کوئی کیفیت نہ ملی۔ خادم کا تبادلہ تا ختم سال تعلیمی منسوخ ہوچکا ہے۔ اپریل ۵۳ء تک یہیں کا گذار رہنا ہوگا۔ مستقر پر لوگوں میں احساس دین پیدا ہوتا جارہا ہے مسجد کی بنیاد کی تکمیل ہورہی تھی۔ ایک شخص شرارۃً عذر کر رہا ہے توقع ہے کہ حق تعالی اس شریر کو سامنے سے ہٹادیں گے۔ حالیہ مندڑی کے حاضری میں سبحان اللّٰہ، وبحمدہ، الحمد اللّٰہ رب العلمین کا مفہوم خوب واضح ہوا ماشاء اللہ ان تین جملوں کے اندر سلوک و عرفان کو کتنا آسان اور جامع کردیا گیا ہے۔ نظر صورت پر پڑتی ہے حق کی تنزیہ سبحان اللہ۔ وہی قیوم صورت و متجلی ہیں و بحمدہ۔ اور یہی حال سارے عالم کا ہے کھکر حق میں گم اور سارے عالموں پر چھا جاتا ہوں الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نلگنڈہ

مکتوب (۱۴)

۱۷/اپریل ۱۹۵۲ء

سیدی و مولائی دامت فیوضکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ علی احسانہ۔ یاد جاری ہے ابھی پوری یکسوئی حاصل نہیں ہے۔ یافت غالب ہے، شہود کے ذریعہ توازن کی کوشش کی جارہی ہے۔ کچھ دنوں سے جذبہ نسبت بڑھ گیا ہے لیکن جذبہ میں جوش اور قوت نہیں۔ جذبات دوران بیان بکثرت وارد ہوتے جارہے ہیں۔ بعد فجر مسجد جیل میں دس پندرہ منٹ مجلس ہوجاتی ہے۔ بعد مغرب مسجد تعلقداری میں تفسیر کا سلسلہ چل رہا ہے۔ تفسیر کی بات ہو یا تقریر لوگ توجہ سے سنتے ہیں۔ رات مسجد گڑھی میں تقریر تھی۔ محبت کو وجدانی اور فطری حیثیت سے پیش کیا جارہا تھا۔ حضرت ہی کے نکتہ پر بیان چل رہا تھا کہ قرآن قول الہیٰ ہے کائنات فعل الہیٰ ہے اس سلسلہ میں جو علم آرہا ہے وہ یہ تھا کہ اگر قرآن کو مجسم کردیا جائے تو کائنات بن جائے گی قرآنی حروف اور الفاظ اور جملوں کا ظہور صورتیں اور اجسام ہیں قرآنی علوم کا ظہور دل ہے اور علیم کا ظہور روح ہے اور حضورؐ قرآن کے لئے مظہر اُتم ہیں اور پھر پہلی سی حالت ظاہری ہوئی بجلی کوند گئی۔ اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی اور کلی حیثیت کی تفصیل و تشریح ابھی ذہن میں نہیں آرہی ہے۔ سر ظہور تو الحمد للہ معلوم ہے لیکن نعمت قرآن سے یہ چیز اب سامنے آئی

پامن گنڈلہ کا نوجوان گھر سے بیزار ہوگیا ہے۔ ترک وطن کا تقاضہ شدید ہے تعطیلات میں اسے لیکر حاضر خدمت ہونگا۔ کسی ایمانی ماحول میں رکھنے کا ارادہ ہے جس تاجر مریض کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ حسب الحکم دوا اور دعا کا استعمال ہوا ابھی افاقہ نہیں ہے۔ والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب (۱۴) (۱۵)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

سیدی و مخدومی دامت فیوضکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بلدہ سے رخصت ہو کر مکان سے ہوتے ہوئے مندرڑی پہونچا پانچ دن تجدید علمی ہوتی رہی پھر تماجی پیٹ، اور تانڈور مقامی مطالبات پر جانا ہوا مسجد میں قیام اور بیان ہوا۔ وہاں کے حضرات میں دینی احساس پیدا ہو گیا ہے کچھ ہندو حضرات بھی شریک رہے اور بیانات سنتے رہے اور متاثر ہوتے رہے۔ راستہ میں عشاء کے بعد مقام ہادے پلی پر گذارشات پیش کرنے کا موقع ملا۔ اور جمعہ چنگول میں ادا ہوئی۔ نو مسلم یحییٰ کے سابق رشتہ داروں سے کچھ الجھن پیدا ہو گئی تھی وہ لوگ ان کا رہا سہا سامان بھی لے کر چلے گئے تھے اسی الجھن میں یحییٰ صاحب بلدہ نہ آسکے تھے۔ وہاں پہونچکر چہارشنبہ کو سامان خرید کر انتظامات کے اعتبار سے مطمئن کر کے مکان روانہ ہوا۔ اور معین الدین صاحب اور یحییٰ صاحب کے شدید اصرار پر بچوں کو لے کر مندرڑی پہونچے اور مسنون طریقہ پر یحیی صاحب کا عقد ہوا۔ تاثرات اچھے رہے۔

عرصہ سے گذارش پیش نہ ہو سکی اور حضرت قبلہ کے مزاج کی کیفیت بھی معلوم نہ ہو سکی۔ امی جان کے خیریت اطلاع سے تسلی ہوئی۔

مستقر پر جمعہ میں تفسیر کا سلسلہ جاری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ برکت دیں اور مختلف مواقع پر گذارشات چل رہی ہیں قلب میں بے چینی ہے اسوقت مزید کوئی خاص بات قابل گذارش نہیں ہے۔ دعاؤں اور توجہات کا طالب

غلام

۱۹/ ۷/ ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از

تاڈور تعلقہ ناگر کرنول

۲۲/۱۰/۱۹۵۲ء

مکتوب (۱۶)

سیدی و مولائی مد ظلکم العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ ،حضرت والا کی توجہات از دیاد علم و نور کا باعث ہیں لیکن ابھی ذہول کا پیچھا نہیں چھوٹ رہا ہے اور "حال" "مقام" نہیں بن رہا ہے ،حسب الحکم درود و استغفار جاری ہے ۔ آتما کور کے شیخ علی صاحب ایک دوسرے صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے ،موصوف کے ساتھ صابر میاں کی رہنمائے فطرت بھی تھی۔ موصوف نے اسی کی روشنی میں کچھ سوالات کئے ۔موصوف کو تشفی بخش جوابات بھی مل گئے ۔رہنمائے فطرت کو سرسری طور پر اور چیدہ چیدہ مقام سے دوران گفتگو ہی سننے کا موقع ملا۔ یہ دیکھکر سخت افسوس اور حیرت ہوئی کہ صابر میاں نے غلطیوں اور گمراہیوں کی فہرست میں یافت و شہود کو بھی رکھ دیا ہے اور یہ دیکھکر اور بھی حیرت ہے کہ موصوف نے حضرت قبلہ پر الزام بھی لگا دیا ہے جہاں یہ لکھا ہے کہ بعض لوگ تفسیر قرآن کو فطرت انسانی سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ فطرت کو قرآن سے سمجھنا چاہیئے میرا خیال ہے کہ یہ جملے حضرت قبلہ ہی کے لکھے گئے ہیں کیونکہ دوسرے مکاتب فکر میں فطرت و قرآن کی یہ تقابلی تفہیم عموماً ہے ہی نہیں۔ موصوف اگر برسوں بعد بھی انسان کو نہ پاسکے تو اور کیا پائیں گے ۔ والدہ صاحبہ کچھ

دنوں سے علیل تھیں۔ ۱۴/ اکتوبر کو رحلت فرما گئیں حق تعالی ان کی مغفرت کرے مدرسہ کے کام میں کوئی دلچسپی نہیں ہے رات دن مسلسل دینی مصروفیات کو جی چاہتا ہے لیکن ابھی اس کی صورت نہیں۔ فضلی پرورش پر ہی کامیابی کا انحصار ہے اور وہی فضل الٰہی ہر آن مطلوب۔

والسلام

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از کندرگ

۱۵/اپریل ۱۹۵۴ء

مکتوب (۱۷)

سیدی و مولائی دامت فیوضکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ علی احسانہ۔ عنایت نامہ فیوض و برکات کے ساتھ وصول ہوا۔ قبلہ کے مزاج کی حالت سے تشویش لاحق ہے مالک کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہے کہ جلد از جلد صحت کاملہ عطا کردیں۔ حضرت والا کا ابتلاء عالم کا ابتلاء ہے۔ مالک اپنے حبیب خاص کی امت پر خصوصی فضل فرمائے اور ابتلاء سے بچائے۔ آرزو ہے کہ حضرت والا کا علم لدنی دنیا کے گوشے گوشے میں پہونچ جائے۔

۱۴/ مارچ کو منڈری حاضر ہوا۔ الحمد للہ تجدید علمی ہوتی رہی۔ پانچ یوم رکنا پڑا۔ تعطیلات میں حضرت کو تکلیف دینے کا تقاضہ احباب کے قلوب میں میں پیدا ہو گیا ہے اور حضرت قبلہ پر حریص علیکم کی تجلی سے غلام خوب واقف ہے لیکن احقر کو چند باتوں کی وجہ تردد ہے۔ قبلہ کا مزاج سفر کی حرارت، گرما کا موسم، رمضان کا مہینہ وغیرہ پیش نظر ہیں مالک سے التجا ہے کہ وہ تمام سہولتیں پیدا فرمادیں تاکہ قبلہ کو تکلیف دی جاسکے۔ برگی میں ایک مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی، وہ دونوں مجلسوں میں شریک رہے پھر فرمایا آپ واقعی خطیب ہیں اور الحمد للہ نورانیت بھی ہے لیکن اپنی تقریر میں اولیاء اللہ کا تذکرہ ضرور کیجئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مراسم اعراس کی ادائیگی بھرپور مشغول اور منہمک ہیں۔ قبلہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے

خیالات اکثر مقامات پر سامنے آتے رہتے ہیں ۔ حیرت اور تعجب ہے ہم حاصل ولایت کو پیش کریں اور لوگ ہم سے اولیاء کا تذکرہ پوچھیں ۔ خاموشی کے سوا احقر کو کوئی جواب نہیں سوجھتا۔ مستقر پر خاموشی سے کام جاری ہے ۔ حق تعالیٰ ہمیں علم کے ساتھ عمل کی توفیق دے اور اپنے قرب و رضا سے نوازے ۔

والسلام

غلام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

واقف از رموز ملکوت و جبروت

عارف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کے رموز عرفانی، علوم ربانی، اسرار قرآنی سے لبریز

خطوط

اپنے مریدین و معتقدین کے نام .....

خادم الاولیاء

شاہ کمال الرحمن

خطیب مسجد عالمگیری ۔ شانتی نگر
نزد آئی ٹی آئی ۔ ملے پلی ۔ حیدرآباد ۲۸
آندھرا پردیش (انڈیا)

مکتوب ا

تین مرحلے

از کاشانہ غلام مغل گدہ ۶ / فروری ۵۸ ف

محی و محبوبی معین زادحبہ !   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط ملا کیفیت معلوم ہوئی منڈری کو بھی آج ہی خط لکھ رہا ہوں ۔ منڈری کی دوسری صورت بھی بتائی گئی ہے کہ آوارہ گردی اور گنجفہ جاری ہے یہ ایک پرانا اصول ہے کہ جہاں خیر ہے وہاں شر بھی ہوتا ہے اس کی ہمیں فکر نہیں لپنے احباب ثابت قدم رہیں تو کافی ہے ۔

زندگی کے تین مرحلے ہیں اور انہیں پر انسان کو پرکھا جاسکتا ہے ۔ (۱) گندے ماحول میں بہہ جانا (۲) گندے ماحول میں رہ کر پاک رہنا (۳) گندے ماحول کو پاک کردینا ۔ پہلا مرحلہ بے شعور عوام کا ہے ، دوسرا مرحلہ باشعور عوام کا ہے ، اور تیسرا مرحلہ خواص کا ہے ۔ اور ہمارا کام یہ ہے کہ اسی تیسرے پر اپنی توجہ مرکوز کردیں اس سلسلہ میں جو بھی موقع ملے جانے نہ دیں ۔ اسی دھن میں ہمیں زندگی گذارنا ہے اور ہر مقام پر اسی غرض سے جانا اور ہر جلسہ میں جو حرام نہ ہو اسی غرض سے شریک ہونا چاہیے یہاں بھی راستہ میں ، مدرسہ میں ، کھیل کے میدان میں کھڑے کھڑے ، بیٹھے بیٹھے ، جلسوں میں تبلیغی گولیاں چلائی جارہی ہیں ۔ الحمد للہ اپنی گولیاں کارگر ہوتی ہیں ۔

والسلام

مکتوب ۲

ایک علمی اعتبار

محبی و محبوبی زاد عرفانکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

الحمد للہ بخیر ہوں اور خواہان عافیت ، دونوں کارڈ ملے کیفیت معلوم ہوئی جواب میں ، تاخیر ہوئی لیکن وجہ معلوم نہیں ۔ اب عید کی مبارکبادی قبول فرمایئے ۔ آج کل کی مبارکبادی کا حال ایسا ہے جیسا کسی شادی میں دولھے کو کھانا کھلانے باجے اور تاشہ پر مبارکبادی دی جائے حالانکہ حقیقی مبارک بادی کسی اور وجہ سے دی جاتی ہے ۔

عاشقوں کی عدی حق کی دید ہے ۔ ابھی ابھی ایک اعتبار علمی آیا ہے ۔ علم شریعت سے عمل شریعت پیدا ہوتا ہے ۔ اور عمل شریعت سے علم طریقت پیدا ہوتا ہے ۔ اور علم طریقت سے عمل طریقت پیدا ہوتا ہے ۔ اور عمل طریقت سے علم حقیقت پیدا ہوتا ہے ۔ گویا علم و عمل لازم و ملزوم ہیں ۔

سبحان اللہ بڑا اچھا نکتہ نکل آیا ہے علم وہ ہے جو نیا عمل پیدا کرے ، اور عمل وہ ہے جو نیا علم پیدا کرے اور یہ سلسلہ مقصود تک پہنچا دیتا ہے خدا استقامت اور ترقی عطا فرمائے کارڈ ختم ہو گیا اور قلم رک گیا ہے احباب کو سلام فرمایئے ۔

مکتوب ۳

رب کون ہے؟

مغل گدہ ۱۹۵۸/۱۱/ف

محبی معین زاد عرفانکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کارڈ ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ فکر معاش دور ہو گئی اور اطمینان حاصل ہو گیا اب نفس کی حالت دیکھی جائے وہ پہلے کہا کرتا تھا کہ جب فکر معاش سے بے فکر ہو جاؤں گا تو یاد الہٰی میں خصوصیت سے لگ جاؤں گا۔ دیکھیں اب وہ کیا بہانہ کرتا ہے اس مقام پر بعض اعتبارات کا خیال رکھا جائے۔ ملازمت جب تک نہ تھی اس وقت خدا پر جیسا بھروسہ تھا اب بھی ویسا ہی رہے اس میں رتی برابر بھی فرق نہ آنے پائے۔ بصورت اسباب و بغیر صورت اسباب ہر حال میں وہی رزاق و رب ہے، نظر بہر حال اسی پر رہے، دل اسی کے ساتھ لگا رہے ماہواری تنخواہ پر صرف ہاتھ کھیلتا رہے۔ اوپر میں نے طبعی اطمینان لکھا ہے اس لئے کہ ایمانی اطمینان پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے وہی رب اور رزاق ہے۔ اور یہ اطمینان خدا سے ملنے تک قائم رہے اس میں فرق نہیں آسکتا۔ فکر، پریشانی، سب طبیعت کی خاصیت ہے۔ مقام ایمان میں ان کی گنجائش نہیں اظہار نعمت اس کا حکم ہے۔ مرد کامل ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں۔

مکتوب ۴

کیا کریں؟

سالک راہ یقین۔ عزیزم معین سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عزیزم محمد حنیف صاحب اور محمد مولانا صاحب تشریف لے آئے اور آپ کی مزاج کی کیفیت معلوم ہوئی جس سے کچھ طبیعت متفکر ہے واپسی ہذا خیر وعافیت سے اطلاع دی جائے اللہ تعالیٰ سے عرض کیجئے حق تعالیٰ مجھے درد دل اور آپ ہی کا درد دل عطا فرمائیے اور درد شکم سے محفوظ رکھئے۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی فقیر بھی حق تعالیٰ سے عرض کر چکا ہے۔ صبر و ثبات سے کام لیا جائے حق تعالیٰ ہمارے مولیٰ و نصیر ہیں وکیل و حفیظ ہیں۔ آپ کی مستی و ہوشیاری سے بڑی مسرت ہوئی تھی خدا مبارک کرے۔ کمال یہی ہے کہ اپنے مالک سے ایک آن کے لئے بھی غفلت نہ ہونے پائے۔ تبلیغی سلسلہ جاری رہے دریافت شدنی امور دریافت کر لئے جائیں عملی میدان میں ایک قدم آگے بڑھ جائیے آپ بھی ان کو شروع کر دیں۔ (۱) روزانہ ذکر لسانی آہستہ (اللہ اللہ) بعد فجر یا قبل فجر آنکھیں بند رہیں۔ پانی میں مچھلی کی طرح نور میں ڈوبے رہنے کا تصور رہے حق تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال رہے وہی محبوب و مطلوب ہوں یہ تصور رہے کہ دل میں ان کے سوا کوئی موجود نہیں۔ (۲) روزانہ ۳۰۰ مرتبہ درود شریف بعد مغرب یا عشاء اللھم صل علی سیدنا محمد و علی عترتہ بعدد کل معلوم لک۔ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین رہے اور یہ شعور رہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ سے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کر کے یہ عرض کر رہے ہیں کہ حق تعالیٰ آپ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیے اپنے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم سمجھا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد رکھا جائے ۔ (۳) روزانہ کم از کم تین آیتیں ترجمہ اور تفکر کے ساتھ تلاوت میں رہیں (۴) نمازیں سنوار کر پڑھی جائیں پورے عاشقانہ انداز سے ادا کی جائیں۔

فقیر اور احباب فقیر کے لئے دعا فرماتے رہیے کہ ہمارا شمار حق تعالیٰ اپنے خاص اور مقبول بندوں میں کرلیں۔

میرا تبادلہ مریال گوڑے سے یلاریڈی گوڑہ ضلع نلگنڈہ ہو گیا ہے جو ایک چھوٹا گاؤں ہے اور لب سڑک ہے ۔ سنا جاتا ہے کہ وہاں مسلمانوں کا ایک مکان بھی نہیں ہے ۔ نہیں معلوم میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟

والسلام

غلام

مکتوب ۵

شعور

یلاریڈی گوڑہ ۲/ربیع الاول

محبی و محبوبی سلمہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ۔ لا مقصود الا اللہ۔ کارڈ ملامنڈری سے بھی خط وصول ہوا۔ بشیر الدین صاحب کا بھی خط ملا تھا جس کا جواب جلدی سے ۱۲ صفحات پر روانہ کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ وہ سمجھ جائیں ورنہ آپ فکر نہ فرمائیے انشاء اللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے یا تو ان کے خیالات سے تائب ہو جائیں گے یا اگر انہوں نے کوئی غلطی کی سزا بھگت کر فقیر کی خدمت میں حاضر ہوں گے انشاء اللہ العزیز آپ صرف دعا کرتے رہیئے فکر نہ فرمائیے۔ اگر ملاقات ہو تو کلمہ طیبہ کے سوا کوئی بات نہ سنائیے۔ منڈڑی کو آج ہی خط لکھا جا رہا ہے آپ بھی توجہ فرمائیے ہر عمل سے پہلے نیت کی تصحیح کرلی جائے۔ لا سے ہوی کی نفی کرکے الا اللہ سے حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہر کام شروع کیا جائے۔ اعمال اور عبادات دونوں میں یہی اعتبار پیش نظر رہے جو خیال آئے " نہیں کرتا" سے اس کی نفی کردی جائے "حق تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے کرتا ہوں" کہہ کر آگے قدم بڑھایا جائے۔ یہاں تک کہ تمام کاموں میں نیت کا شعور حاصل ہو جائے۔ کھانا پینا، چلنا پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، اسی شعور سے ہونے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ حسب معمول مالکیت الہیہ پیش نظر رہے۔

نلگنڈہ پہلا ضلع ہے جہاں فقیر کی زبان کھلی ہے اور لوگوں نے نیا لا الہ الا اللہ سنا۔ الحمد للہ تفصیل پھر۔

مکتوب ٦

حقائق الوہیت و رسالت

از یلاریڈی گوڑہ ۲۳ / جنوری

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادر دین و سالک راہ یقین محبی و محبوبی معین اسعدک اللہ فی الدارین اللہ تم کوسعات دارین عطا کرے)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ ! بخیر ہوں اور خیر وعافیت کا خواہاں ۔ ۸ / ربیع الثانی کا غالباً جوابی کارڈ صرف کارڈ ہو کر ملا ، کیفیت معلوم ہوئی ، کام کرتے جائیے ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (جو ہم میں جہاد کرتے ہیں ہم ان کو اپنا راستہ بتاتے ہیں) کا ارشاد پیش نظر رکھئے ۔ اب ذکر لسانی کو ذکر قلبی کر دیجئے بوقت ذکر زبان کو تالو سے لگا لیجئے اور خیال رکھئے کہ دل سے اللہ اللہ نکل رہا ہے عام اوقات میں بھی اس کا خیال رکھا جائے اور حسب سابق ادراکات جاری رکھئے مقام صالحیت میں آثار حق ہیں جن کو مخلوقات کہا جاتا ہے ۔ کسی چیز پر نظر پڑے تو پہلا سوال کیا ہے ؟ کس کی ہے ہوا کرتا ہے اس کا جواب قلب سے نکلے مخلوق ہے ، اللہ کی ہے ، اسی طرح انفس میں جب " میرا " نکلے تو اس " میرا " کو حق تعالیٰ ہی کا سمجھے کیوں کہ حق تعالی ہر جگہ موجود ہیں ۔ بس خیال رکھا جائے کہ میرا کی آواز حق تعالیٰ کی آواز ہے ۔ اسی طرح آفاق و انفس میں مالکیت الٰہیہ کا جلوہ پیش نظر ہو جائے ۔ مقام صالحیت میں ایمان و عمل صلح دو چیزیں

ہیں۔ ایمان الوہیت الٰہیہ اور رسالت محمدیہ (روحی فدا) کی تصدیق ہے الوہیت الٰہیہ میں معبودیت و ربوبیت داخل ہے۔ جیسے کہ آپ جانتے ہیں جس کے تحت عبادت و استعانت ہمارا فرض ہے حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس احقر پر کلمہ طیبہ کی عجیب و غریب تفصیلات کا انکشاف فرمایا ہے جو ذریعہ ہذا آپ تک پہنچ رہی ہیں یہ وہ ابتدائی تفصیلات ہیں جو کسی کتاب میں دیکھی گئیں نہ کسی زبان سے سنی گئیں اتنی ثابت اور محقق کہ علماء حیران ہیں۔ غور و فکر کر کے عبور حاصل کر لیا جائے اور ان کو پانی کی طرح نہیں بلکہ دودھ کی طرح پی لیا جائے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے وہ دولت عطا فرمائی ہے کہ اب ہم موٹے موٹے صوفیاء اور لمبے لمبے علماء کو کلمہ پڑھا سکتے ہیں وذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں۔ الٰہ کی تفصیلات میں ہمیں معلوم ہوا تھا کہ الوہیت میں معبودیت و ربوبیت، مالکیت و حاکمیت، نفع و ضرر داخل اور شامل ہیں۔ یعنی الٰہ وہی ہے جو معبود و رب ہو، مالک و حاکم ہو، نافع اور ضار ہو۔ اس کے تحت حالیہ وضاحت یہ ہے کہ اس کا ہم پر کیا اثر ہونا چاہیے حق تعالیٰ ہی نافع ہیں اس لئے غیر اللہ سے امید قلب سے اٹھ جائے حق تعالیٰ ہی ضار ہیں اس لئے غیر اللہ کا خوف دل سے نکل جائے۔ حق تعالیٰ ہی مالک ہیں اس لئے غیر اللہ سے راحت ہمیں حاصل نہ ہوگی حق تعالیٰ ہی حاکم ہیں اس لئے غیر اللہ سے رنج ہمیں نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ ہی معبود ہیں اس لئے غیر اللہ کی عبادت نہیں کریں گے۔ حق تعالیٰ ہی رب ہیں اس لئے ہم غیر اللہ سے استعانت نہ چاہیں گے اور آخر میں حق تعالیٰ ہی الٰہ ہیں اس لئے غیر اللہ سے ہم انس و محبت نہ کریں گے کیوں کہ جس کے اندر

الوہیت ہی نہ ہوگی ۔ اس میں کمال ، جمال ، نوال (احسان) کہاں سے آئے گا ۔ سبحان اللہ و بحمد لا الہ الا اللہ کہتے ہی انسان کس مقام پر پہنچ جاتا ہے ۔

اب رسول کی حقیقت بھی جانئے اور فضل مولیٰ کا شکریہ ادا کیجئے ۔ کسی عالم سے جا کر پوچھئے رسول کسے کہتے ہیں ؟ جواب دے گا "پیغمبر" کو نبی کو اللہ کے بھیجے ہوئے انسان کو ۔ اگر زیادہ تفصیل ہوئی باقی خیریت ۔ لیکن اب رسول کی حقیقت سنئے اور اس عالم کو کلمہ پڑھا ئیے کہ الوہیت الہیہ کی طرح رسالت محمدیہ کی بھی ویسی ہی تفصیل ہے ۔

رسول اس کو کہتے ہیں جو بشیر و نذیر ہو جو مطاع اور متبوع ہو جو معلم و مربی ہو یہ قرآنی الفاظ ہیں انشاء اللہ بروقت واضح ہوں گی تفصیل کا یہ موقع نہیں اب الوہیت الہیہ و رسالت محمدیہ کے ربط و تعلق کو دیکھئے ۔ حق تعالیٰ نافع ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشیر ہیں (اسی نفع کی بشارت دینے والے) حق تعالیٰ ضار ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نذیر ہیں (اسی ضرر سے ڈرانے والے) حق تعالیٰ مالک ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم متبوع ہیں (جن کی اتباع کی جائے) حق تعالیٰ حاکم ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطاع ہیں (جن کی اطاعت کی جائے) حق تعالیٰ معبود ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں (معبود کی تعلیم دینے والے) حق تعالیٰ رب ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مربی ہیں (تربیت کرنے والے) حق تعالیٰ الٰہ ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں ۔ سبحان اللہ کیا تفصیل ہے آپ اپنے تعلقات اللہ تعالیٰ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم کر لیجئے اور جھوم جائیے ۔

حق تعالیٰ	ہم	حضور	ہم
ضار	مضرور جس کو ضرر پہنچے	نذیر	جس کو ڈرایا

جائے حق تعالیٰ مالک ہیں ہم مملوک ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم متبوع اور ہم متبع (اتباع کرنے والے) حق تعالیٰ حاکم ہیں اور ہم محکوم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطاع۔ اور ہم مطیع (اطاعت کرنے والے) حق تعالیٰ معبود اور ہم عابد، حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم اور ہم متعلم (طالب علم) جس کو علم دیا جائے۔ حق تعالیٰ رب اور ہم مربوب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مربی۔ اور ہم مربیّ جس کو تربیت دی جائے حق تعالیٰ الہ۔ اور ہم۔ بندہ۔ حضور رسول اور ہم امتی جس کے پاس رسول آئے۔ سبحان اللہ الحمد للہ و لا الہ الا اللہ۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ کیا تفصیل ہے کیا ترتیب ہے کہاں دیکھی؟ کہاں سنی؟ اور کیا ربط و تعلق ہے۔ یہ ہے ہمارا کلمہ طیبہ کیا شاندار ہے اللہ اکبر۔ اور پھر یہ ہماری ابتداء ہے اور انتہا کیا ہوگی؟ کون جانے؟ کون سمجھے؟ حق تعالیٰ سے لگے رہئے وہ ہمارے ہیں اور ہم ان کے ہیں

والحمد للہ رب العالمین۔

مکتوب ۷

علمی سلوک

لخت روحی عزیزم معین سلمہ

کارڈ ملے، جواب کے لئے مندڑی کے خط کا انتظار تھا الحمد للہ وصول ہوا اور خیریت ہے، صرف عزیزم بشیر الدین سلمہ کی والدہ کے انتقال کی خبر قابل صبر ہے اللہ بخشے۔

خیال رکھئے کہ اپنا سلوک علمی ہے اصل کام مالکیت الٰہیہ کا نفس و آفاق میں ادراک ہے علمی جہت میں نفسانی حکم کو رد کر کے مولیٰ کے حکم کو لے کر کرنا اصلی مجاہدہ ہے۔ ذکر ضمنی کام ہے آنکھیں بند کرنے میں پریشانی ہو تو کھول دی جائیں صرف مالک کے حاضر و ناظر ہونے کو ہمیشہ کی طرح پیش نظر رکھا جائے اور خیال بھی یہ رہے کہ حق تعالیٰ ہی اللہ اللہ نکال رہے ہیں ہاتھ میں تسبیح اور دل کی طرف خیال رہے اور بس اور زیادہ توجہ اور مشقت کی ضرورت نہیں ایک ضمنی کام سمجھ کر انجام دیا جائے لیکن علمی اور عملی ادراکات میں پوری کوشش کی جائے اس کے بعد حق تعالیٰ کی تفصیل ربوبیت پر غور کیا جائے یہ معلوم ہوگا کہ رب کے لئے فاعل کا ہونا ضروری ہے جب رب میں فعل نہ ہو تو ربوبیت کیسے ہوسکے گی؟ لہٰذا مخلوقات میں جس طرح اجمالاً ربوبیت کی نفی کی گئی ہے۔ اسی طرح تفصیلی ربوبیت یعنی افعال کی بھی مخلوقات سے نفی کر دی جائے اب یہ ظاہر ہوگا کہ رب ہی کا فعل ساری کائنات میں جاری و ساری ہے انفس و آفاق میں حق تعالیٰ ہی فاعل ہیں اس ادراک کے قیام اور استعانت کے طریقوں دعا، توبہ، توکل، صبر، شکر، کو تفصیلاً جان لینے کے بعد مقام

شہادت محقق ہوجاتا ہے ۔ یہ اعتبار بغرض معلومات پیش کیا گیا ہے

رسالت کی تفصیلات سے میں بھی مست ہوں ۔ الحمد للہ خدا آپ کو جلد از جلد تکمیل کے مقام تک پہنچا دے کام میں لگے رہئیے ۔ خادم اپنا کام کررہا ہے بہرحال دنیا گذر گاہ ہے آگے پیچھے گذرتے چلے جانا ہے لیکن مبارک ہے وہ جو اللہ کو لے کر اللہ کے پاس گیا ۔ گذشتہ مکتوب میں سبحان اللہ الحمد للہ کا ربط و تعلق بتایا گیا تھا اگر خط نہیں ملا ہے تو بڑا افسوس ہے لیکن بہرحال مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ پیش نظر رہے دیکھو اپنے اندر اور باہر کوئی چیز اپنی نہیں سب مولیٰ کی چیزیں ہیں سب کے مالک حق تعالیٰ ہی ہیں اس مقام کی امانت یہی ہے ان چیزوں پر حق تعالیٰ کے علم کے مطابق تصرف کرو اور ان سے کام لو یہی خلافت ہے ۔

مکتوب ۸

حقیقت تلاوت

از نلگنڈہ ۱۶/۱۹۵۲ء

محبی و محبوبی عزیزم معین سلمک اللہ بحرمتہ یٰسین!

حیدر آباد کے خطوط ملے ۔ الحمد للہ کہ دواخانہ میں خوب گذری ۔ مصیبت میں ترقی درجات کی صورت آنکھوں سے نظر آگئی پیٹ کا درد بھی کتنا پیارا کتنا اچھا ہے یہ آتا ہے تو کچھ لوگ غیر اللہ کی استعانت سے توبہ کرتے ہیں کچھ لوگ اپنے رسمی مسلمان ہونے پر نادم ہوتے ہیں کچھ کافروں کے دل میں مسلمانوں کی محبت پیدا ہوتی ہے اور آنسو بن کر ٹپک پڑتی ہے ۔ کتنا مبارک مہمان تھا ۔ کیا کیا برکتیں چھوڑ گیا اگر اجازت ہوتی تو ان مہمانوں کو بار بار تشریف لانے کی دعوت دی جاتی ۔ لیکن ہم کو اس کی اجازت نہیں ہے ہماری پکار صرف یہ ہو ۔ اللھم انی اسئلک العفو و العافیه فی دینی و دنیای و اھلی و مالی (مولیٰ میں دین و دنیا اہل و آل اور مال میں خیر و عافیت چاہتا ہوں) کیوں کہ وہ چاہیں تو درجات و مراتب کے لئے مصائب ہی نہیں نعمتوں میں رکھ کر بھی وہ درجات عطا فرما دیتے ہیں ۔ مومن گھوکرو کا کانٹا جدھر پڑا سیدھا ۔ مصیبتوں میں صابر نعمتوں میں شاکر مارا تو غازی ، مرا تو شہید ۔ سبحان اللہ و بحمدہ ۔

قرآن قول الٰہی ۔ کائنات فعل الٰہی سورہ فاتحہ خلاصۂ قرآن انسان خلاصۂ کائنات ۔ قرآن سورہ فاتحہ کی تفسیر ۔ کائنات انسان کی تفسیر ، سورہ فاتحہ قرآن کو کھولنے والا (فاتح) انسان کائنات کا فاتح ، الف ، لام ، میم قرآن کے حروف مقطعات ، جسم ،

دل، روح انسان کے حروف مقطعات، وہاں اس کے معنی پوشیدہ یہاں اس کا مفہوم پوشیدہ، کائنات کا مشاہدہ اور قرآن کی تلاوت دونوں ایک ہیں۔ صرف تصحیح علمی کرنی ہے۔

"سورۃ الشمس" سورج اور اس کی چمک، والشمس وضحھا، دن اور اجالا، والنھار اذا جلھا، چاند اور اس کی دمک، والقمر اذا تلھا، رات اور اندھیرا، واللیل اذا یغشھا، آسمان اور اس کی بناوٹ، والسماء وما بنھا، زمین اور اس کا پھیلاؤ، والارض وما طحاھا، نفس اور اس کی تکمیل، ونفس وما سوھا، برے بھلے کی تمیز، فالھمھا فجورھا وتقوھا۔

"سورہ رحمن" والشمس والقمر بحسبان، چاند اور سورج کی گردش، والنجم والشجر یسجدان، تاروں اور درختوں کا سجدہ، والسماء رفعھا، آسمان کی بلندی، والارض وضعھا، زمین اور اس کی بچھاوٹ۔ یہ چند مثالیں ہیں قرآن میں اسی اعتبار سے تفکر جاری رہے۔ اگرچیکہ بات صاف ہے تاہم علمی وضاحت کردی جاتی ہے تاکہ تعلیم و تسلیم میں آسانی ہو جو کچھ انسان آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اسی کا نام دل میں آتا ہے اگر انسان سمجھ جائے تو یہی تلاوت قرآن بن جائے گا آسمان پر نظر پڑی دل میں آیا دل سے کیا نکلا؟ آسمان نکلا! ہمارے نزدیک قرآن کی آیت نکلی والسماء، زمین پر نظر پڑی والارض، سورج پر نظر پڑی والشمس، چاند پر نظر پڑی والقمر، درختوں پر نظر پڑی والشجر، میوہ پر نظر پڑی فیھا فاکھہ، باغ پر نظر پڑی حدائق، جانوروں پر نظر پڑی الانعام، گھر پر نظر پڑی البیت، بیوی پر نظر پڑی زوجک، بچوں پر نظر پڑی اولادکم، مال پر نظر پڑی اموالکم، ــــ انفس دیکھنے، صورت پر نظر پڑی صورکم، آنکھ، کان، دل پر نظر پڑی جعل لکم السمع والابصار، روح پر نظر پڑی تو ونفخت من روحی، دو آنکھوں کا خیال آیا الم نجعل له

عینین، زبان اور ہونٹ سامنے آئے ولسانا و شفتین، ہاتھ اور پیر کو دیکھا ایدیھم وارجلھم، اب اور کیا لکھا جائے اور کہاں تک لکھا جائے۔

سوچیئے کہ انسان سوائے تلاوت قرآن کے روزانہ اور کیا کر رہا ہے ،صرف سمجھنے کی دیر ہے کتنا آسان راستہ ہے۔ وللّٰہ الحمد والشکر والنعمۃ، جتنا غور کیا جائے اتنے اسرار سامنے آتے جائیں گے۔ ورزقنا اللّٰہ و ایاکم، مزید علم بڑھ رہا ہے ،انسان جن چیزوں کو زبان پر لینا نہیں چاہتا اس کو بھی اگر آپ چاہیں تو تلاوت قرآن بنالیں صرف علم کی نسبت صحیح ہو جائے ،شیطان سامنے آئے تو الشیطن، نور نظر آیا تو لحم الخنزیر، شراب ،جوا ،بت وغیرہ نظر آئے تو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔ سجدہ نظر آیا تو فسجدوا، انکار اور غرور نظر آیا تو ابی واستکبر، غافل نظر آئے تو غافلون، جاہل نظر آئے تو جاھلون، ظالم نظر آئے تو ظالمون، چیز اچھی ہو یا بری ،کام اچھا ہو یا برا ،سب تلاوت قرآن کے ذرائع بن جاتے ہیں۔ اپنے عمل میں برائی پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

اس تفکر کے بعد ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ دل میں جو کچھ آرہا ہے سب قرآن ہی ہے اور دل ہر آن آیت قرآنی کے نزول کا محل بنا ہوا ہے۔ اس کے رموز اور نکات انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیں گے۔ فقیر کی جانب سے تمام احباب کو سلام فرمائیے۔ بیٹے کو دیکھتے ہی باپ جس طرح دل کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح مخلوق کو دیکھتے ہی خالق ،مملوک کو دیکھتے ہی مالک سامنے آجائے۔

مکتوب ۹

مجاہدہ اور مراتب یاد و غفلت

از تانڈور ۱۶/ جنوری ۱۹۵۳ء

عزیزم معین سلمہ زاد حبہ و عرفانہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ علی احسانہ۔ دنیا عالم اسباب ہے زندگی اسباب ہی میں گھری ہوئی ہے جس طرح زندگی کے جسمی پہلو میں نتائج اسباب ہی سے نکلتے ہیں۔ اسی طرح زندگی کے روحی پہلو میں بھی نتائج کا ظہور اسباب ہی پر ہوتا ہے۔

اس عالم میں دولت مسلسل محنت ہی سے حاصل ہوا کرتی ہے ۰ اسی طرح نعمت روحانی بھی مسلسل محنت چاہتی ہے۔ بغیر محنت کے کسی کا دولت مند بن جانا اتفاق ہے اسی طرح بغیر مجاہدہ کے مقامات طے ہو جانا اتفاق ہے۔ وہ کم سمجھ ہیں جو خزانے کے ملنے کی توقع پر "کسب" چھوڑ کر افلاس کی زندگی بسر کیا کرتے ہیں۔ اس عالم کا اصول یہ ہے کہ مسلسل محنت کرتے چلو، محنت کا کثیر بدل مل سکے اس کے ساتھ ساتھ غیر معمولی آمدنی کی توقع رکھو تو قطعاً ٹھیک نہ ہے اور یہی اصول روحی زندگی مین بھی پیش نظر رہے کیوں کہ حقیقت ایسی ہی ہے کسی چیز کے حاصل ہونے کی پہچان یہ ہے کہ انسان کو اس چیز سے متعلق کلی اطمینان حاصل ہو جائے۔ پیٹ بھرنے کی پہچان کیا ہے؟ بھوک مٹ جانا، بے چینی دور ہونا، کھانے کا اپنے اندر گم ہو جانا۔

حق تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہمارا یہ اعتقاد و یقین ہے کہ وہ ذات مبارک کامل ہے ، قائم ہے ، دائم ہے ، ازلی ہے ، ابدی ہے ، تمام صفات کمال کی جامع ہے ، تمام افعال کامل کی مرجع ہے ، کل آثار کامل اسی کی طرف راجع ہیں ، وہی ذات کامل قریب ہے ، اقرب ہے ، محیط ہے ، اول ہے ، آخر ہے ، ظاہر ہے ، باطن ہے ، اور یہی ذات مقدس ہمارا مقصود ہے ، مطلوب ہے ، اسی ذات کا عشق ہماری رگ و پے میں جاری ہے ، ساری ہے ۔ اسی کی یافت اور شہود انسانیت کا انتہائی عروج ہے ۔

کائنات انفس و آفاق پر مشتمل ہے انفس و آفاق میں آثار کامل افعال کامل صفات کامل ذات کامل موجود ہے ۔ متجلی ہے ، انفس مقام یافت ہے ، اور آفاق مقام شہود آثار کو پانا اور دیکھنا یہی مقام صالحیت ہے ۔ ہم انفس میں مالکیت الٰہیہ کو پاتے ہیں اور آفاق میں بذریعہ مملوکات مالک کو دیکھتے ہیں انفس میں اپنے کو مالک پانا مالکیت کو اپنے طرف منسوب کرنا آفاق میں آثار کو مالک دیکھنا یہی اس مقام کا نفس ہے اور یہی حجاب ہے اسی کا نام غفلت ہے ۔ حق کی مالکیت کا ادراک یاد ہے اسی یاد کو غفلت پر غالب کرنے کا نام مجاہدہ ہے ، جب یاد غالب ہوجائے تو مقام بن جاتا ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ کسی چیز کے حاصل ہونے پر خوشی میں بستلانہ ہو اور کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس میں گرفتار نہ ہو ۔ افعال کو پانا اور دیکھنا یہی مقام شہادت ہے فعل کو اپنی طرف منسوب کرنا یا اپنے کو فاعل پانا اور آفاق میں مخلوق کو فاعل دیکھنا یہی اس مقام کا نفس ہے اور یہی حجاب ہے یہی غفلت ہے ۔ حق کو فاعل پانا اور دیکھنا " یاد " ہے اس یاد کو غفلت پر غالب کرنے کا نام مجاہدہ ہے غلبہ ہوجائے تو مقام بن جاتا ہے جس کی پہچان یہ ہے کہ قلب میں اطمینان و رضاء بالقضاء پیدا ہوجائے ۔

صفات اور مرجع صفات ذات کو (جس کا دوسرا نام وجود ہے) پانا اور

دیکھنا مقام صدیقیت ہے صفات کاملہ اور مرجع صفات کاملہ کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا اور اپنی ذات سمجھنا یہی اس مقام کا نفس و حجاب اور غفلت ہے۔ حق کو موجود اور متصف بصفات کاملہ انفس میں پانا اور آفاق میں دیکھنا یہی یاد ہے اسی کو غفلت پر غالب کرنے کا نام مجاہدہ ہے۔ اس مقام کی تکمیل کا نتیجہ یافت و شہود حق ہے جس کے آثار قلب میں اطمینان کلی اور مسرت و سرور کا پیدا ہونا ہے۔ اس مقام کے تفصیلی علم کی حد نہیں ہے اور اس تفصیلی علم و شعور کی بناء پر اولیاء میں باہم فرق مراتب ہے۔ لھذا طالب و عارف ہر ان مجسم رب ذدنی علما بنا رہے اللھم اجعلنانورا وزدنا علما۔

احقر کی جانب سے تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

مکتوب ۱۰

قرآن اور کائنات کا ربط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ عزیزی معین اسعد کم اللہ فی الدارین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گذشتہ مکتوب میں علم الہٰی کا ایک اعتبار پیش کیا گیا تھا آج اسی کی کچھ تفصیل مقصود ہے۔ قرآن اور کائنات میں جو ربط ہے اس کا ایک اجمالی پہلو ہم جان چکے ہیں۔ قرآن قول الہٰی کائنات فعل الہٰی۔ اب ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن میں کیا ہے؟ قرآن کھولئے حروف سے الفاظ نظر آرہے ہیں، الفاظ سے جملے بن رہے ہیں، جملوں سے علم حاصل ہو رہا ہے اور علم سے علیم کا پتہ چل رہا ہے۔ انسان پر نظر ڈالئے صورت نظر آرہی ہے، صورت سے شکل کا پتہ چل رہا ہے، شکل سے جسم ظاہر ہو رہا ہے، جسم سے دل کی یافت ہو رہی ہے اور دل سے روح کا ادراک حاصل ہے۔

اب قرآن اور انسان کو ملائیے دونوں کے ربط اور تعلق کو دیکھئے۔

قرآن : حروف الفاظ جملے علم علیم

انسان : صورت شکل جسم دل روح (انفس)

کائنات : صور اشکال اجسام امثال ارواح (آفاق)

کتنی صاف بات سامنے آگئی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

الرحمن علم القرآن۔ خلق الانسان علمہ البیان۔

ہوشیار رہو۔ اشیاء پر نظر پڑتے ہیں قرآنی آیت پڑھ لو۔ دل کی طرف توجہ ہو تو علم الہی کا ادراک رکھو۔ روح کی طرف پلٹو تو علیم کو پیش نظر رکھو۔ جس طرح آئینہ میں شمس و قمر اور نجوم کا مشاہدہ ہوسکتا ہے اسی طرح جسم، دل اور روح میں علیم کا مشاہدہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ قرآن ہمیں جس ذریعہ مبارک سے ملا ہے اسی ذریعہ مبارک سے کائنات بھی ملی ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد و رب میں برزخ ہیں۔ یہی حقیقت ہے انا من نور اللہ و کل شئی من نوری کی۔

انشاء اللہ بر موقعہ اسی سلسلہ میں کچھ تفصیلات آئیں گی لیکن ایک اور اعتبار پیش نظر رکھو جو اعمال و افعال تحت سنت ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے قلب میں آتے ہیں ان کو بھی حضور ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہمارا علم و عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا علم و عمل ہو جائے۔ آخر یہ علم صحیح اور عمل صحیح جو ہمارے اندر پیدا ہو رہا ہے یہ کہاں سے آرہا ہے؟ بہ اعتبار ظاہر بہ سلسلہ شیوخ بہ مقام نبوت۔ باعتبار باطن بتوسط نور بہ فیضان وحدت۔

سبحان اللہ و بحمدہ

مکتوب ۱۱

نظر میں نور دل میں سرور

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

محبی و محبوبی معین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

لفافہ غنچہ کی طرح کھلا ہوا ملا اور عجیب بات ہے کہ کوئی پتی ضائع نہیں ہوئی گلاب کو دیکھ کر آنکھوں میں جو کشش پیدا ہوتی ہے خط کو دیکھ کر وہی حال رہا ہے دعا ہے کہ نظر میں نور دل میں سرور دے یا رب۔ منڈری سے بھی لفافہ وصول ہوا عزیزم حنیف سلمہ کی حالت سے بھی دل کی وہی کیفیت رہی مولیٰ تعالیٰ کے شکر سے دل لبریز ہو گیا ان کے فضل پر نظر رکھو اور کام میں لگے رہو اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی ان کا فضل و کرم ہی ہوگا یہ احساس کہ ہم مولیٰ تعالیٰ کے شکر سے عاجز ہیں حقیقی شکر ہے۔ منڈری سے پوچھا گیا ہے کہ تعطیلات کا پروگرام قبل از قبل آجائے تو اچھا ہے سوچ رہا ہوں کیا لکھوں؟ خیال ہے کہ ہفتہ عشرہ قبل اطلاع دی جاسکتی ہے منڈری کو بھی یہی مضمون جارہا ہے باقی حالات قابل شکر ہیں۔ بعد فجر مسجد جیل میں دس پندرہ منٹ گفتگو کا مسلسل سلسلہ جاری ہے۔ بعد مغرب مسجد تعلقداری میں تفسیر کا سلسلہ جاری ہے۔ سامعین کی تعداد ۲۵ تا ۳۰ رہتی ہے۔ تفسیر کے بعد اکثر عشاء تک بیٹھک ہو جاتی ہے دیگر اوقات میں بھی قدرے کام جاری ہے۔ والحمد للہ حمدا کثیرا۔ سب احباب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

مکتوب ۱۲

نماز اس طرح سنورتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزہ سلمہا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خط ملا بڑی مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ آپ کے جسم وروح کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ ایمان کے بعد اعمال میں نماز کو سنوارنے کی ضرورت ہے کوشش کرو کہ ہماری نماز حقیقی نماز ہوجائے جانماز پر جاتے ہی پہلے دل میں یہ علم قائم کرلیا جائے کہ حق تعالیٰ موجود ہیں، حاضر و ناظر ہیں مجھے اپنے دربار میں بلالئے ہیں اللہ اکبر کہہ کر میں ان کے دربار میں کھڑی داخل ہوجاتی ہوں مولیٰ تعالیٰ سامنے ہیں میں ادھر دیکھ سکتی ہوں نہ ادھر دیکھ سکتی۔ دربار کے جو آداب ہیں اس کے خلاف اگر کروں گی مولیٰ تعالیٰ ناراض ہوجائیں گے مجھے دربار سے نکال دیں گے مجھے کم از کم توبہ کرنا پڑے گا۔ دربار کے کچھ بڑے آداب ہیں کچھ چھوٹے آداب ہیں۔ بڑے آداب کو فرائض اور چھوٹے آداب کو واجبات کہا جاتا ہے اس سے چھوٹے آداب سنن و نوافل ہیں بڑے آداب ترک ہوجائیں تو دربار سے باہر جاکر پھر داخل ہونا پڑتا ہے۔ یعنی نماز ٹوٹ جاتی ہے پھر شروع کرنا پڑتا ہے چھوٹے آداب چھوٹ جائیں تو توبہ کرنا پڑتا ہے یعنی سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے۔ یہ تو سرکاری آداب ہیں ہم اپنی طرف سے جتنا بھی ادب لحاظ کریں گے اتنا ہی ہمارا درجہ مولیٰ کے پاس بلند ہوگا مولیٰ تعالیٰ خوش ہوں گے اپنے قریب بٹھالیں گے اس لئے ہم کو پوری کوشش کرنی چاہیے تو مولیٰ تعالیٰ خوش ہوں گے اپنے قریب بٹھالیں گے اس لئے ہم کو پوری کوشش کرنی

چاہیئے تو مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتے ہی ان کی تعریف اور خوبیاں بیان کرنا شروع کردیں اور ان کی ہی بنائی ہوئی درخواست بہت عاجزی کے ساتھ پیش کریں پھر درخواست پر ان کے طرف سے جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو خوب سنیں پھر گویا ان کی پیٹ میں منہ دے دیں اور عرض کریں کہ اے میرے پالنے اور پرورش کرنے والے آپ بڑے پاک ہیں پھر ان کا جواب، سمع اللہ لمن حمدہ (اللہ نے سن لیا جو تعریف کی) سنیں پھر عرض کریں اے ہمارے پروردگار آپ ہی قابل تعریف ہیں۔ پھر گویا ان کے قدموں میں گرجائیں اور عرض کریں میرے پالنے والے آپ ہی بڑے اور پاک ہیں اسی طرح پوری رکعتیں پوری کریں، پھر التحیات پڑھیں پھر مولیٰ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب کو مولیٰ تعالیٰ کے سامنے ہی سلام عرض کریں اور تمام صالحین پر عرض کریں مولیٰ تعالیٰ کے سب سے بڑے محبوب کے لئے پھر خاص دعائیں مانگیں یعنی درود شریف پڑھیں پھر اپنے لئے دعا کر کے وہاں سے واپس ہوں۔ آتے آتے دربار کے دربانوں اور ساتھ کھڑے ہوئے لوگوں کو سلام کریں پھر مولیٰ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ انہوں نے دربار میں بلالیا۔ سلام کا جواب دیا پیٹ میں منہ لیا، قدموں پر سر رکھنے دیا، پھر دربار میں آنے کی اجازت دی۔ قربان جائیے ان کے رحم و کرم پر۔ اپنی لونڈیوں اور غلاموں کو کس محبت سے اپنے دربار میں بلاتے ہیں اور کیا کیا نوازش فرماتے ہیں دربار سے نکل کر ہماری نظر صرف ان ہی پر رہے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ دور ہوگئے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارے مولےٰ ایسے نہیں ہیں وہ ہم سے نزدیک اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں دربار کی حاضری سرکاری ملاقات ہوتی ہے اور باہر کی حضوری خانگی جن کو ان سے محبت ہوتی ہے وہ مولے تعالے کو نہ دربار میں چھوڑتے ہیں نہ بازار میں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو محبت سے نوازیں۔ اس کی ایک اچھی مثال خود ہمارے گھر میں موجود ہے۔ معین الدین

صاحب صدر مدرس ہیں۔ مخدوم علی صاحب چپراسی ہیں سرکاری حیثیت سے ۸ سے ۱۲ بجے تک یہ صدر مدرس، وہ چپراسی ہیں۔ اس کے بعد مخدوم علی صاحب گھر چلے جاسکتے ہیں۔ معین الدین صاحب سے ان کو کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جب محبت پیدا ہوتی ہے تو عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ مخدوم علی صاحب ۲۴ گھنٹے معین الدین صاحب کو صدر مدرس ہی سمجھتے ہیں۔ دن کو ان کا ساتھ چھوڑتے ہیں نہ رات کو، مدرسہ میں ان سے دور رہتے ہیں نہ مدرسہ کے باہر۔ جہاں معین الدین صاحب پہنچے وہاں مخدوم علی صاحب حاضر۔ سمجھنے کے لئے اتنا بہت کافی ہے۔ بس دربار میں بھی مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ رہیں اور باہر بھی ان کے ساتھ رہیں، یہی ہمارا کمال ہے اپنی ملنے والی بہنوں کو میرا سلام فرمائیے اور مولےٰ تعالیٰ کو بندیوں کو مولیٰ کے قدموں میں ڈالنے کی کوشش کیجئے۔

مکتوب ۱۳

مطالب کلمۂ طیبہ اور فکر و عمل

از نلگنڈہ ۱۶۰۵ / مارچ ۱۹۵۲ء

الحمد للّٰہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسول اللہ۔

عزیزہ سلمہا! آپ کا کارڈ ملا پڑھ کر خوشی ہوئی مزاج کی حالت بھی قابل شکر ہے ۔ ونپرتی کا پتہ معلوم نہ تھا اس لئے فوراً جواب دے نہ سکا ، معاف فرمائیے ۔ دواخانہ میں معین بھائی کی جیسی گذری وہ تو معلوم نہ ہوسکا ۔

عزیزہ! ہم دنیا میں رہنے کے لئے نہیں آئے ۔ یہ ہمارا وطن نہیں ہے ۔ جنت کے رہنے والے ہیں گھر سے نکل کر دوسری آبادی میں آگئے ہیں ۔ ملازمت اور تجارت کے ذریعہ کچھ کمانے آگئے ہیں مسافر ہیں جو کماتے جاتے ہیں گھر کو بھیجتے جانا ہے ہر ایک کا معاملہ الگ الگ ہے ۔ جو یہاں کماتا ہے وہاں جمع ہوتے جاتا ہے یہاں پیسے بھیجیں تو وہ بھی جمع ہوجائیں گے اور اگر پتھر بھیجیں تو وہ بھی جمع ہوجائیں گے ایمان اور نیکی پیسے ہیں بے ایمانی اور برائی پتھر ہیں ۔ انسان کو اختیار ہے اپنے واسطے جو چیز چاہے آگے بھیج دے ۔ دنیا میں ایسا کون ہے جو اپنے لئے پتھر جمع کرنا چاہتا ہے ۔ مگر سمجھتا نہیں ہے ۔ اسی کا فرق ہے ۔ یہ دنیا کمانے کی جگہ ہے کھانے کی جگہ نہیں ہے آخرت کھانے کی جگہ ہے کمانے کی جگہ نہیں ہے ۔ بس یہی بات دل میں بیٹھ جائے کہ ہم کو کمانا ہے ۔ رات دن کمانا ہے اکیلے اکیلے بھی سب مل کر بھی ، کوئی گھنٹہ آمدنی سے خالی نہ جانے پائے بلکہ کوئی منٹ بھی بغیر آمدنی کے نہ گذرے ، ایک ایک منٹ میں ایک ایک پیسہ کی آمدنی ہو تو دیکھو کہ روزانہ کیا آمدنی

ہوگی ایک گھنٹے میں ساٹھ پیسے ملیں گے ۔ دن اور رات میں ۱۴۴۰ پیسے ہوں گے گویا پندرہ روپے روزانہ آمدنی ہوگی اگر نہ کمائیں تو ایک پیسہ بھی نہ ملے گا جتنے منٹ غفلت ہوگی اتنے پیسے جائیں گے اس لئے کوئی منٹ خالی جانے نہ دیا جائے اسی کی فکر رہے اس آمدنی کے دو طریقے ہیں ۔ ذکر اور فکر ۔ ذکر کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اللہ تعالیٰ کے کسی نام یا صفت یا ان کے کلام کو ادا کیا جائے اس کے بھی مختلف طریقے ہیں ۔

(۱) قرآن شریف کی تلاوت ۔ (۲) درود شریف کا ورد (۳) کلمۂ طیبہ کا ذکر اور ورد (۴) سبحان اللہ ، الحمد للہ ، اللہ اکبر وغیرہ (۵) اللہ اللہ کا ورد (۶) اللہ اللہ کا ذکر

فکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی اسم یا صفت کے ذریعہ ان کی ذات کا خیال رکھا جائے اس کے بھی مختلف طریقے ہیں ۔ (۱) مخلوق کو دیکھ کر خالق کو یاد کیا جائے ، مملوک کو دیکھ کر مالک کا خیال آجائے جیسے بچے کو دیکھ کر ماں باپ کا خیال آجاتا ہے ۔ (۲) دنیا سب قرآن کے الفاظ کا ظہور ہے اس لئے دنیا کی ہر چیز کے ذریعہ قرآن کی آیتوں کی تلاوت کی جائے جس کی تفصیل علیحدہ خط میں لکھی جارہی ہے ۔ (۳) اعمال میں اس خیال کو حاضر رکھا جائے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] کی [illegible] ہیں دوسری چیزیں بعد میں معلوم ہوں گی (۴) زندگی کا ہر عمل تحت امر الٰہی ہو ، ہر کام سے پہلے نیت کرلی جائے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے اس لئے کر رہے ہیں ، کھانا ، پینا ، چلنا پھرنا ، اٹھنا بیٹھنا ، عبادات و معاملات کا کوئی کام بغیر نیت کے نہ ہونے پائے ۔ اسی طرح سونا اور جاگنا بھی ہو ۔ اس طرح کوئی منٹ ہمارا بغیر آمدنی کے نہیں جائے گا اور زندگی پوری بندگی بن جائے گی جب یہ بات

حاصل ہوجائے گی تو لازماً اس کے تحت تمام غلط رسمیں اور رواج دور ہوجائیں گے اور زندگی پاک و صاف ہوجائے گی ۔ اب اسی زندگی کو دوسروں میں لانے کی کوشش کی جائے ۔ جو بہنیں ہم سے ملنے کے لئے آئیں ان کے سامنے آہستہ سے دین کا تذکرہ شروع کردیا جائے ان سے پوچھا جائے کہ بہنیں ہم کس لئے پیدا ہوئے ہیں ؟ ہماری زندگی میں اور حیوانوں کی زندگی میں کیا فرق ہے ؟ ان سے کہا جائے کہ ہر بات کو اچھی طرح سمجھ کر جواب دیں ۔ زبردستی کسی بات کو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں ۔ پوچھا جائے کہ ہمارا کھانا کپڑا کون دیتے ہیں ؟ ضروریات زندگی کی کون تکمیل کرتے ہیں ؟ مرض اور شفاء کس کے ہاتھ میں ہے ؟ موت اور حیات کس کے اختیار میں ہے ؟ جب ہم کو مر کر اٹھنا ہے تو پھر یہاں کیا کرنا چاہیئے ؟ پھر اصل ایمان کو اس طرح پیش کیا جائے ۔

ایمان کا مطلب یہ ہے کہ انسان دل سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ ، مجھے کھانا کپڑا دینے والے ، مارنے جلانے والے نفع و نقصان پہنچانے والے ، بیماری اور شفاء دینے والے صرف اللہ تعالیٰ ہی ہیں اسی لئے میرے مالک اور حاکم ، میرے معبود و رب اللہ ہی ہیں اور لا الہ الا اللہ کا یہی مطلب ہے ۔ پھر یہ بات اچھی طرح دل سے سمجھ لے کہ مجھے سیدھے رستے کی تعلیم دینے والے اور بشیر و نذیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ، اللہ کے رسول ہیں مجھے ان کے احکام کی تابعداری کرنی چاہیئے ۔ اور ان کے راستے پر چلنا چاہیئے ۔ یہی مطلب ہے محمد رسول اللہ کہنے کا ۔ جب اس طرح کلمہ طیبہ کو سمجھ لیں گے تو خود بخود آدمی عمل کرنے تیار ہوجائے گا ۔ وللہ الحمد (سب خوبیاں اللہ ہی کی ہیں) میری جانب سے ملنے والی بہنوں کو سلام فرمائیے ۔

مکتوب ۱۴

مجھے کیا کرنا ہے؟

از تانڈور ۱۳۰/ نومبر ۱۹۵۲ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

عزیزہ سلمک اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ علے احسانہ۔ دنیا میں جتنی چیزیں ہم دیکھ رہے ہیں ان میں کچھ چیزیں ہیں جو اپنی جگہ قائم ہیں نہ اپنی جگہ سے ہلتے ہیں نہ بڑھتے ہیں جیسے پہاڑ، پتھر وغیرہ ایسی چیزوں کو "جمادات" کہتے ہیں اور بعض ایسی چیزیں ہیں جو اپنے مقام سے ہٹتے نہیں لیکن اپنی ہی جگہ بڑھتے ہیں اور کھڑے کھڑے ہلتے بھی ہیں جیسے درخت۔ جھاڑ۔ پودے وغیرہ ان کو "نباتات" کہتے ہیں اور بعض ایسی چیزیں جو اپنے مقام سے ہٹتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں، ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے ہیں ان چیزوں کو "حیوانات" کہتے ہیں جیسے چرندے پرندے یعنی چرنے والے اڑنے والے جانور وغیرہ

اور بعض ایسی چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے بات چیت کرتی ہیں۔ علم رکھتی ہیں، دوسروں سے کام لیتی ہیں، ان کا نام "انسان" ہے۔ ان کے بعد اب اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ انسان سب سے آخر میں پیدا کیا گیا ہے۔ اسی لئے ساری دنیا اسی کے واسطے بنائی گئی ہے وہ ساری دنیا کو استعمال کررہا ہے۔ جمادات سے مکانات بناتا ہے۔ نباتات سے غذائیت حاصل کرتا ہے حیوانات سے خدمت لیتا ہے اسی لئے انسان ہی سب سے اشرف اور افضل ہے۔ پہاڑوں کو پھاڑتا ہے۔

درختوں کو چیرتا ہے ۔ حیوانوں کو باندھتا ہے ۔ اور دوسری مادی چیزوں سے دن رات خدمت لیتا ہے جیسے ہوا، پانی، آگ، مٹی وغیرہ ان تمام چیزوں سے دن رات خدمت لیتا ہے اور کوئی چیز اس کی خدمت سے انکار نہیں کر سکتی ۔ اب بجائے مخلوقات سے خدمت لینے کے اپنے کو ان سے بڑا سمجھنے کے، خود انسان ہی مخلوقات کی خدمت کرنے لگ جائے اور ان کو اپنے سے بڑا سمجھنے لگے تو اسی کا نام "شرک" ہے ۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کے پیچھے جتنی مخلوق ہے وہ انسان کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور انسان ہی کے اندر اپنے آپ کو گم کرتی ہے انسان کے آگے صرف انسان کا خالق ہے وہی اس سے بڑا ہے سب سے بڑا ہے اس لئے انسان کا فریضہ یہ ہے کہ یہ بھی اپنے سے بڑے کے احکام کو مانے اور اس کی اطاعت کرے اور اپنے آپ کو اپنے سے بڑے کے اندر گم کردے اسی کا نام توحید ہے ۔

جب اس حقیقت کو انسان نہیں سمجھتا تو طرح طرح کی غلطیاں کرنے لگ جاتا ہے کہیں پتھر کو بڑا سمجھتا ہے، کہیں چاند و سورج کو، کہیں گائے کو بڑا سمجھتا ہے تو کہیں پیپل اور تلسی کے پتے کو، کہیں بادشاہوں کو بڑا سمجھتا ہے تو کہیں ولیوں اور پیروں کو کہیں قبروں کو بڑا سمجھتا ہے تو کہیں شدوں کو اور اسی طرح اپنی انسانیت کو کھو دیتا ہے اپنے مقام سے گر جاتا ہے ۔ لیکن جب اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں اشرف المخلوق ہوں، افضل المخلوق ہوں تو وہ یہ جان لیتا ہیکہ اسے نفع اور نقصان پہنچانے والا اس سے بڑا ہی ہو سکتا ہے اور وہی اسکا مالک اور حاکم ہے نتیجہ کے طور پر تمام مخلوقات کی محبت دل سے نکلجاتی ہے اور دل میں مولیٰ تعالیٰ ہی جلوہ گر رہتے ہیں

نوٹ : درود شریف روزانہ کتنا ہو رہا ہے اطلاع دی جائے ۔ کلمۂ طیبہ اور استغفر اللہ اللھم اغفرلی بھی روزانہ کچھ تعداد مقرر کرلی جائے کہ روزانہ پڑھنے میں دشواری معلوم نہو ۔

مکتوب ۱۵

مقام انسانیت

۲۴/اگست ۱۹۵۳ء

عزیزی معین سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ علی کل حال ۔ وقت ملاقات سے اب تک مکان کے دو تین دورے ہو گئے اور جن کی دیکھ بھال کے لئے دورے ہو رہے تھے وہ ۱۴/۱۵ اکتوبر کو سو گئے ۔ ۱۵/ اکتوبر کی صبح ۱۰ بجے آخری دیکھ بھال کر کے ۲۰/ اکتوبر کو تانڈور وارد ہو گیا ہوں اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کریں ۔

مندرڑی آج ہی خط چلا گیا ہے ۔ مسموع ہوا ہے کہ قسط سوم تانڈور نازل ہونے والی ہے ۔ لیکن تاریخ غیر مسموع ہے ۔ انسان فطری مقام پر حق ہی کی طرف متوجہ ہے توارث اور ماحول اس کو دائیں بائیں اور پیچھے ڈھکیل دیتے ہیں ۔ تعلیم و تربیت اس کو پھر سیدھا کرا دیتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موجودات کی تفصیل صفاتی پیش نظر رکھی جائے تو یہ اعتبارات سامنے آئیں گے ۔

(۱) قدوسیت (۲) ملکیت (۳) انسانیت (۴) شیطانیت (۵) حیوانیت ۔ انسانیت ٹھیک مرکزی مقام پر ہے ساری موجودات اسی طرف متوجہ ہیں ۔ ایک اعتبار حق بھی اسی کی طرف متوجہ ہے ۔ یہی انسان کی جامعیت کا راز ہے مرکزیت کے واضح تصور کے لئے اس تفصیل کو پیش نظر رکھئے کہ انسان کے دائیں جانب ملکیت ہے، بائیں جانب شیطانیت ہے، پیچھے حیوانیت ہے، آگے قدوسیت ہے ۔ یہ جس طرف

ہٹے گا اسی میں گرفتار ہو گا ٹھیک اپنے مقام پر رہے تو آگے قدوسیت ہے یہی نظر انسانی نظر ہے حق کی طرف متوجہ رہے تو صلح ہے مشغول رہے تو شہید ہے سر بسجدہ رہے تو صدیق ہے یہ سب انسانیت کے آگے ہی کے مراتب ہیں۔ مزید سہولت فہم کی خاطر ایک خاکہ پر غور کیا جائے۔

قدوسیت

شیطانیت　　　انسانیت　　　ملکیت

حیوانیت

انسانیت سے ہٹ جانے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ حیوانیت یا شیطانیت میں جا گرے گا یا پھر ملکیت میں گرفتار ہو جائے گا اوور ہر حال میں انسانیت کو کھو بیٹھے گا۔ پس اصل چیز انسان کا اپنے آپ کو پالینا ہے اور ٹھیک اپنے آگے بڑھتے چلے جانا ہے جس کا نتیجہ قدوسیت کی سیر ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

بعض وہ ہیں جو سیر کے لئے قدوسیت میں داخل ہو جاتے ہیں بعض سہواً اپنے آپ کو اسی مقام کا سمجھ لیتے ہیں۔ انسانیت ہی کو قدوسیت سمجھ بیٹھتے ہیں اور شریعت سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ یہی لطیف فرق پیش نظر نہ رہنے سے گمراہ ہو تے ہیں انسان سیر کرتا ہے اور پھر اپنے مقام پر واپس آجاتا ہے۔ باقی حق۔

مکتوب ۱۶

انسان کیا ہے؟

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ــ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ والسلام علی عباد اللّٰہ الصالحین۔

انسان کیا ہے؟ انسان جسم و روح کا مجموعہ ہے۔ جسم و روح کے تقاضوں کی تکمیل زندگی ہے۔ صرف جسمانی تقاضوں کی تکمیل حیوانی زندگی ہے۔ اور روحانی تقاضوں کی تکمیل ملکی زندگی ہے دونوں کا جامع انسانی زندگی ہے اس جامعیت میں جتنا کمال ہو گا اتنا ہی زندگی کامل ہوگی اور اس میں جتنا نقص ہو گا اتنی زندگی ناقص ہوگی۔ جسمانی تقاضوں سے نفس پیدا ہوتا ہے اور روحانی تقاضے دل پیدا کرتے ہیں جسم کی تقاضوں کی مفید ترین تکمیل کا نام دین ہے اور روح کے تقاضوں کی مفید ترین تکمیل کا نام قرب و نعمت ہے۔

جسم کے تقاضوں کی غیر مفید تکمیل کا نام دنیا ہے، بے دینی ہے۔ روح کے تقاضوں کی غیر مفید تکمیل کا نام جوگیت اور الحاد ہے۔ جسمانی تقاضوں کی مفید ترین تکمیل کا نتیجہ صالحیت و طمانیت قلب ہے۔ روحانی تقاضوں کی مفید ترین تکمیل کا نتیجہ صدیقیت اور طمانیت روح ہے، جس کا ذریعہ رویت و قرب الٰہی ہے۔ جسم اس عالم میں آزاد ہے۔ روح عالم آخرت میں آزاد ہے۔ جسم ظاہر ہے اور روح باطن ہے۔ جسم مادی ہے اور روح غیر مادی۔ جسم کا اصل تعلق مٹی سے ہے اور روح کا اصل تعلق نور سے ہے جسم کا رہبر عقل ہے اور روح کا رہبر عشق ہے۔ عقل حاضر پر شیدا ہے عشق غائب پر فدا ہے جسم کے احکام و آثار حاضر اور ظاہر ہیں۔ روح کے

احکام و آثار غائب اور باطن ہیں جسم کا نگہبان عالم ہے اور روح کا نگہبان عارف۔ جسم کا محقق فلسفی اور سائنسدان ہے، روح کا محقق عارف اور صوفی ہے۔ جسم و روح میں ایک گہری مناسبت ہے اسی مناسبت کی بناء پر دونوں تقاضوں میں ایک خاص مناسبت پائی جاتی ہے۔ جسم غذا چاہتا ہے تو روح عبادت، جسم صحت چاہتا ہے تو روح سعادت، جسم لباس چاہتا ہے تو روح اخلاق، جسم کی جوانی مادہ جسم (منی) کا نکلنا ہے تو روح کی جوانی مادہ روح (میں پن یا انانیت) کا نکلنا ہے۔ جسم عورت چاہتا ہے تو روح رویت جسمانی لذت و مسرت کی انتہا عورت اور صرف عورت ہے تو روحانی لذت اور مسرت کی انتہا رویت اور صرف رویت ہے۔ الحاصل جسمانی کمال کی انتہا جسم میں گم ہونا ہے روحانی کمال کی انتہا نور میں گم ہونا ہے۔ پس مجوب بلکہ محروم ہے وہ جو صرف جسم میں گرفتار ہو گیا اور مجذوب بلکہ معذور ہے وہ جو صرف روح میں سرشار ہو گیا اور مبارک و مسعود بلکہ محبوب ہے وہ جو دونوں کا سردار ہو گیا۔ یہی مقام انسانیت ہے اس مقام کی تحصیل کا عملی طریق یہ ہے کہ روح کے تقاضوں کو جسمانی تقاضوں کے ساتھ ساتھ شعور کے ساتھ پورے کرتے چلے جاؤ جب تک عبادت کی پابندی نہ ہو تو کھانے کی پابندی نہ ہو، کھانے کی پابندی نہ کرو۔ جب تک عبادتوں میں لذت نہ آئے کھانے کی لذت کو بھول جاؤ جب تک روحانی سعات (مقام صالحیت) مکمل نہ ہو جائے جسم کی صحت پر زور نہ دو۔ اچھا لباس چاہتے ہو تو اچھے اخلاق پیدا کرو۔ عورت چھوڑ نہیں سکتے تو مولیٰ کو تو نہ بھولو۔

جسم خلوت چاہتا ہے تو روح کو بھی خلوت کا موقعہ دو (فکر و مراقبہ)۔ غرض جسمانی تقاضوں کی تکمیل کے ساتھ فوراً روحانی تقاضوں کی طرف متوجہ ہو جاؤ بلکہ عین اس وقت جب کہ تم جسمانی تقاضوں کی تکمیل میں مصروف رہتے ہو اسی وقت

روحانی تقاضوں کا ادراک رکھو تو ایک عجیب کمال پیدا ہو گا۔ یہ مجاہدہ کا انوکھا طریق ہے اور واذکر ربک اذا نسیت (اور یاد کر اپنے رب کو جب کہ تو بھول جائے) کی ایک عجیب تعبیر اس موقعہ پر جسم و روح کے تعلق کا ایک اور پہلو ذہن نشین ہو جانا چاہیے۔ یہی جسم و روح کے تعلق کی ایک بہترین مثال ہے اس کائنات کا خالق و مالک ایک ہی ہے جیسے جسم میں روح ایک ہی ہے وہ مالک ہر جگہ ہے جیسے روح جسم میں ہر جگہ ہے وہ ہر شئے کے قریب، انتہائی قریب، ساتھ اور محیط ہے جس طرح روح جسم سے قریب، انتہائی قریب، ساتھ اور محیط ہے۔

جسم میں روح ہے، اور روح میں جسم۔ اس کے باوجود جسم، روح نہیں اور روح، جسم نہیں۔ جسم، جسم ہے اور روح، روح ہے۔ اسی طرح بلا تمثیل خلق میں حق ہے اور حق میں خلق۔ اس کے باوجود خلق، حق نہیں اور حق خلق نہیں۔ خلق، خلق ہے اور حق، حق ہے۔ جس طرح جسم کے ذریعہ روح جانی پہچانی، دیکھی اور پائی جاسکتی ہے اسی طرح خلق کے ذریعہ حق جانا اور پہچانا دیکھا اور پایا جاسکتا ہے۔ جس طرح روح کے باطن کو دیکھا نہیں جاسکتا اسی طرح حق کے باطن کو بھی دیکھا نہیں جاسکتا۔

خوب غور کرو کہ تم اس جسم کے اندر روح کو کس طرح پارہے ہو اگر یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے تو مولیٰ تعالیٰ کو دیکھنے اور پانے کا سوال بڑی حد تک حل ہو جائے گا۔ جب یہ سوال حل ہو گیا تو اب بصورت خلق انفس و آفاق میں حق کو بصفت مالکیت و حاکمیت دیکھنا اور پانا تمہارا مشغلہ ہونا چاہیے۔ اس منزل میں تفہیم کے لئے اس سے بہتر مثال ملنی مشکل ہے۔ اصل معاملہ اس سے بہت زیادہ لطیف اور نازک ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

تمام حضرات اگر حسب ذیل مندرجات کو معمول زندگی بنالیں تو انشاء اللہ اللہ تعالیٰ سعادت دارین کے جامع ہو جائیں گے۔

(۱) قرآن مجید کی تلاوت روزانہ کم از کم پاؤ پارہ، زیادہ سے زیادہ ایک پارہ ہو جو پڑھنا نہیں جانتے، سیکھیں اور اس وقت تک سورتوں کی تکرار کریں۔

(۲) درود شریف روزانہ کم از کم ۳۰۰ مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰۰ مرتبہ پڑھیں اللھم صل علی سیدنا محمدن النبی الامی۔

(۳) مناجات مقبول روزانہ کم از کم ایک حزب اور زیادہ سے زیادہ پوری، جو عربی نہیں پڑھ سکتے وہ اردو میں پڑھیں۔

(۴) کلمہ طیبہ روزانہ ۵۰۰ مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰۰۔ کم از کم ہر سانس پر محمد رسول اللہ۔

(۵) استغفار روزانہ کم از کم ۱۰۰ مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ ۳۰۰ مرتبہ۔ استغفر اللہ ۱۰ اللھم اغفرلی۔

فقیر پھر عرض کرتا ہے کہ نمازوں پر استقامت کے ساتھ ساتھ اگر کسی کی زندگی میں یہ معمولات داخل ہو جائیں تو انشاء اللہ وہ دنیا و آخرت دونوں جگہ سعادتمند رہے گا۔ بفضل اللہ و بحرمتہ۔

تمام احباب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

رمضان المبارک کے بعد یکم ذی الحجہ کو قلم ہاتھ میں آیا ہے کوئی صاحب دل میں کسی قسم کا وسوسہ پیدا نہ کرلیں۔ فقیر حسب معمول آپ سب کے لئے دعاؤں میں مصروف ہے۔ احباب کوٹ کدرہ کو سلام عرض ہے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۷

رہنمائے فطرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزان گرامی اسعد کم اللہ فی الدارین (اللہ تم سب کو سعادت دارین عطا کریں) السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

گذشتہ ایک کارڈ لکھا گیا ہے اس میں تفصیلی خط متعاقب روانہ کرنے کا ذکر تھا آج اسی کی تکمیل کی فکر ہے۔ غور کرنے پر ٬ محبت ٬ کا عنوان سامنے آرہا ہے و باللہ التوفیق۔

والذین امنو اشد حبا للہ (جو لوگ ایماندار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہیں) اس نکتہ کو پیش نظر رکھو کہ انسان فعل الٰہی ہے اور قرآن قولی الٰہی ٬ قول الٰہی مطابق فعل الٰہی ہے اسی لئے تفسیر قرآن ٬ عین تفسیر انسان ہے۔ انسان کی تفسیر کرو تو قرآن کی آیتیں نکلتی چلی جاتی ہیں۔ قران کی تفسیر کرو تو انسان کی حالتیں سامنے آتی جاتی ہیں اسی لئے کامل انسان حامل قرآن ہوتا ہے یہ علم کا اہم نکتہ ہے ذہن نشین نہیں بلکہ دل نشین رکھا جائے قرآن کی آیت ٬ مومن اللہ کا عاشق ہے۔

اب ہم اس کی تفسیر کر رہے ہیں۔ "محبت" میلان قلب کا نام ہے جسے دل کا لگاؤ بھی کہا جاتا ہے دھیان اور دھن کے الفاظ بھی اسی لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو بار بار جس کی یاد ستاتی رہے اسی سے گویا اس کو محبت ہے اور وہ اسی کا عاشق ہے۔ انسان ضرورت اور حاجت کا مرکز ہے۔ اس کی اصل خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کی ضروریات کی تکمیل ہو جائے اسی لئے اس کو بار بار

اس کی اپنی ہی ضروریات کا خیال آتا رہتا ہے اور وہ ان چیزوں کو اکثر یاد کرتا رہتا ہے جو اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہوتی ہیں ۔ انسان کی عام ضرورتیں ہیں ۔

(۱) غذا پیٹ کے لئے (۲) لباس جسم کے لئے (۳) عورت نفس کے لئے ۔

۔ انسان کی پہلی نظر ان ہی چیزوں پر پڑتی ہے اور سب سے پہلے انسان کا دل ان ہی چیزوں میں لگا رہتا ہے جب ان ضرورتوں کی تکمیل ہوجاتی ہے قلب سے فوراً ان چیزوں کی یاد نکل جاتی ہے ۔ پھر انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل ہوجاتا ہے جن سے اس کی ضرورتوں کی تکمیل ہوجاتی ہے ۔

غذا کے لئے اجناس ، اجناس کے لئے روپے ، روپے کے لئے ملازمت ، تجارت اور زراعت وغیرہ کی ضرورت رہتی ہے لباس کے لئے کپڑا ، کپڑے کے لئے روپے ، روپے کے لئے ملازمت ، تجارت اور زراعت کی حاجت ہوتی ہے ۔ اسی طرح عورت کے لئے رشتہ ، رشتہ کے لئے پھر روپے اور روپے کے لئے بالآخر ملازمت ، تجارت اور زراعت ہی کی ضرورت پڑتی ہے ۔

پھر انسان کا دل ان ہی چیزوں میں لگا رہتا ہے ۔ گویا وہ ان کا عاشق ہوجاتا ہے پھر انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل ہوجاتا ہے جن سے ان کی ضرورتوں کی تکمیل ہوجاتی ہے ۔ ملازمت ہو ، تجارت ہو یا زراعت ہو ۔ لیکن ان سے روپے نہ ملیں ، روپے ہوں لیکن غذا نہ ملے ، روپے ہوں لیکن کپڑا نہ ملے ، کپڑا ہو لیکن لباس نہ ملے ، روپے ہو لیکن رشتہ نہ ملے ، رشتہ ہو لیکن عورت نہ ملے تو اس مقام پر انسان کی نظر بلند ہوجاتی ہے اور اس کا دل مسبب الاسباب کی طرف لگ جاتا ہے اب وہ سمجھتا ہے کہ میری ضرورتوں کی تکمیل کرنے والے صرف میرے خالق و مالک ہیں اور سارے اسباب اس کے دل سے نکل جاتے ہیں اور قلب اپنے خالق و مالک کی طرف لگ جاتا ہے ۔ یہی ایمان ہے اور یہی قلب کا میلان ہے ۔ لباس پہنے لیکن

عریاں ہی رہے ، کھانا کھائے لیکن سیر نہ ہو اور عورت ملے لیکن تسکین نہ ملے تو انسان کتنا مجبور ہو جائے ۔ قربان جائیے اس حکیم کے جس نے یہ انتظام کر رکھا ہے اور یہ محبت حق تعالے سے اس لئے قائم ہوتی ہے کہ صرف وہی اس ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں وہی کھلاتے پلاتے ہیں وہی پہناتے ہیں وہی تسکین نفس کے سامان بہم پہنچاتے ہیں وہی احسان پر احسان کرتے چلے جارہے ہیں ان ہی کے احسانات انسان پر ہر آن قائم ہیں یہاں یہ اصول سامنے آتا ہے کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے کسی کو آپ کھلائیے ۔ کسی کو کپڑا پہنائیے کسی کی ضرورتوں میں مدد کیجئے فوراً اس کا قلب آپ کی طرف مائل ہو جاتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ ہی اس کے محسن ہیں مومن صورتوں سے گذر جاتا ہے اور حقیقی محسن کو پالیتا ہے اسی لئے اس کا قلب بھی صورت سے گذر جاتا ہے ۔ انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کے بعد تکمیل ضروریات میں آرائش اور زیبائش کا خواہشمند ہوتا ہے ۔ وہ لباس چاہتا ہے لباس کو آرام دہ بنانا چاہتا ہے لباس کو سنوارنا چاہتا ہے لباس ایسا بنانا چاہتا ہے کہ وہ اس کو زیب دے سکے ۔ وہ غذا چاہتا ہے ایسی غذا جو آرام سے کھائی جاسکے ۔ ایسی غذا جو خوش رنگ و لذیذ ہو ایسی غذا جو لطیف ہو زود ہضم ہو ۔ وہ عورت چاہتا ہے ۔ زیادہ سے زیادہ آرام دہ ، زیادہ سے زیادہ خوبصورت ، زیادہ سے زیادہ قابل جو خود کو زیب دے سکے ۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لباس ، غذا ، عورت میں زیادہ سے زیادہ حسن پیدا کرنا چاہتا ہے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ جس طرح اصل ضرورتیں مثلاً غذا ، لباس ، اور عورت اسی کی فطری ہیں ۔ اسی طرح تلاش حسن بھی اس کی فطرت میں داخل ہے ۔ اور اس کا دل اس حسن کی طرف مائل رہتا ہے ۔ گویا وہ حسن لباس ، حسن غذا ، حسن نساء پر

لٹو رہتا ہے اس مقام پر انسان کے اندر ایمان داخل ہوتا ہے وہ بتاتا ہے کہ حسن لباس، حسن غذا، حسن نساء سب مخلوق ہیں۔ مخلوق کے حسن کی یہ کیفیت ہے خالق کے جلوؤں کی کیا کیفیت؟ یہ سارا حسن کا ادنی پر تو ہے تو وہ اصل حسن کیسا ہوگا۔ اس ایمان کے داخل ہوتے ہی انسان کا دل حسن مجازی سے گذر کر حسن حقیقی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہی ایمان ہے اور یہی قلب کا میلان۔ والذین امنوا اشد حباللہ۔

پھر انسان اپنی ضرورتوں میں کمال پیدا کرنا چاہتا ہے جسم میں کمال پیدا کرنا چاہتا ہے۔ چال ڈھال، گفتار و کردار میں کمال پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لباس میں کمال ظاہر کرتا ہے۔ غذا میں کمالات پیدا کرتا ہے۔ عورت میں کمالات کوٹ کوٹ کر بھرنا چاہتا ہے۔ جسم و لباس میں، غذا و نساء میں اگر کچھ نقص پیدا ہو جائے، عیب لگ جائے تو دل اس طرف سے پلٹ جاتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ انسان حسن کی طرح کمال پر فطرۃً لٹو ہے۔ کمالات پر ٹوٹ پڑنا اس کا فطری تقاضہ ہے۔ یہاں ایمان انسان کے دل میں داخل ہوتا ہے اور وہ رہبری کرتا ہے کہ دیکھ جس کمال پر تو لٹو ہو رہا ہے، مر رہا ہے وہ فانی ہے، عارضی ہے، مخلوق ہے۔ ان کمالات کا پیدا کرنے والا کتنا صاحبِ کمال ہے اس کے مخلوق کے کمالات کا یہ حال ہے تو اس کے ذاتی کمالات کی کیا کیفیت ہوگی۔ ہمیشہ رہنا صفات کمال سے متصف ہونا، معبود و رب ہونا، ظاہر و باطن ہونا، کیسے کیسے کمالات اس مولیٰ کے اندر ہیں۔ دل ایمان کی اس آواز پر ہوشیار ہو جاتا ہے اور وہ کمال لباس، کمال غذا، کمال جسم، کمال نساء سے گذر کر حقیقی اور اصلی کمال کے مرکز کو پکڑ لیتا ہے۔ یہی قلبی میلان ہے۔ والذین امنوا اشد حباللہ۔

مکتوب ۱۸

دعوت دین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

محبی و محبوبی معین اسعدک اللہ فی الدارین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بالترتیب چھ کارڈ ملے ۔حالات سے اطلاع ملتی رہی ۔پہلے کارڈ پر شکرانہ ادا کرلیا گیا تھا۔ مالک الملک کی وہ فضلی، تجلی، جو بصفت اسم ہادی قلب معین پر چمکی ہے فرط مسرت سے غلام کو سرشار بنائے ہوئے ہے صحیح شکریہ یہ ہے کہ اس کریم و رحیم کے شکر سے عاجز ہیں اللھم زد فزد مالک ہم پر و یزیدھم من فضلہ کی تجلی قائم و دائم رکھے ۔اسی فضل فرمانے والے رحیم و کریم آقا سے دعا ہے کہ جو نیک بخت اس تجلی سے روشن ہو گیا ہے وہ قیامت تک پھر تاریکی میں داخل نہ ہو ۔غلام اس کو مالک کے تفویض کرتا ہے ۔آپ بھی مالک کے تفویض کردیں ۔وہی مولیٰ و نصیر ہادی و حفیظ ہیں ۔مخلوق کو خالق سے ملا کر مملوک کو مالک کے حوالے کرنا ہمارا کام ہے۔ ربنا لک الحمد حمدا کثیرا کے ساتھ ساتھ ربنا لا تجعلنا فتنہ للقوم الظلمین و نجنا برحمتک من القوم الکفرین۔ کا ورد خصوصیت کے ساتھ جاری رہے اور محترم مہمان کے ہاتھ میں بھی بارش اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے یہی چھتری دیدی جائے اگر چھتری خود چڑھا نہ سکیں تو آپ چڑھا کر ہاتھ میں دیدیں (عربی نہ پڑھ سکیں تو اردو یا تلگو ترجمہ) آفاقی ہنگامے جتنے بھی ہوں کم ہیں ۔شیطان کو پھر

ایک بار دیکھ لیا کہ سر پر خاک اڑاتے ہوئے غضبناک حالت میں کوٹکدرہ کی گلیوں اور بازاروں میں فریاد و ماتم کر رہا ہے جیسے کسی ماںتا کے اکلوتے لاڈلے کا جنازہ نکل گیا ہو یا جیسے کسی بخیل کے گھر کو آگ لگ گئی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو کہ شکار گاہوں میں گولیاں چلیں۔ جانور تڑپتے نظر آئیں۔ شکاری سامنے ہو اور لوگ خاموش بیٹھے رہیں لوگ یقیناً مخبری کریں گے۔ چراگاہوں کا عملہ یقیناً آپ سے جواب طلب کرے گا اور پوری کوشش کی جائے گی کہ ہتھیار آپ سے چھین لئے جائیں ہم ہتھیار ڈال دیں ؟ اور یہ اعلان کر دیں کہ ہم شکاری نہیں ہیں ؟ جی نہیں ہم ہتھیار ڈال سکتے اور نہ اعلان کر سکتے کہ ہم شکاری نہیں ہیں ہمیں کھل کر یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم شکاری ہیں اور مرتے دم تک شکاری رہیں گے۔ شکار ہمارا کسب ہے پیشہ ہے اس کو چھوڑ کر ہم بھوکے مرنا نہیں چاہتے اور سننے والے سن لیں کہ ہم سرکاری شکاری ہیں اجازت یافتہ شکاری ہیں جو ہماری مخالفت کرے اسے چاہئے کہ وہ حکومت سے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے۔ ہمارا شکار کیا ہے ؟ نیکی کی تعلیم دنیا، انسان کو انسان بنانا۔

(۱) شکار کا اجازت نام: بلغ ما انزل الیک من ربک (پہنچادے جو کچھ تجھے اللہ دے) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالے (پیدا کئے) گئے ہو، بھلائی کا حکم دیتے ہوئے برائی سے روکتے رہو) ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف (سورہ نساء) تم ایک امت ہو جو نیکیوں کی طرف بلاتے ہو اور بھلائیوں کا حکم دیتے ہو۔

(۲) دفتر رسالت: بلغوا عنی ولو آیۃ (پہنچادو میری ایک ہی بات سہی۔ الحدیث)۔ من رای منکم منکرا فلیغیرہ (تم میں جو برائی دیکھے وہ اسکو مٹا دے)

کہنا یہ چاہئے کہ ہمیں شکار کی اجازت ہی نہیں بلکہ حکم شکار حاصل ہے ۔اس شکار پر انعام ملاحظہ ہو۔

ان لک لاجرا غیر ممنون۔ان تنصرو للّٰہ ینصر کم و یثبت اقدامکم۔ (آپ کے لئے غیر منقطع اجر ہے ۔ تم اللہ کی مدد کرو تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کرے گا۔القران)

نوٹ : اللہ کی مدد سے مراد اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل ہے۔

اجر کی اتنی تفصیلات ہیں کہ ایک رسالہ تیار ہوسکتا ہے ۔اتنا اشارہ کافی ہے یہ صحیح ہے کہ شکار کے دو طریقے ہیں ۔ (۱) بندوق کا (۲) جال کا ۔بندوق کا شکار کرنے کا اب موقعہ نہیں ہے ۔جانور ہوشیار ہوجائیں گے اور دوسرے لوگوں کا ہجوم ہوجائے اس لئے جال کا طریقہ ہی مفید ہے ۔ایک محنت اور کھل کر اعلان کردینا یہ بندوق کے شکار ہی کی مثال ہوگی اس لئے مناسب یہ ہے کہ خاموشی سے جال میں ڈال لیا جائے ہر وہ کام جس کے ذریعہ لوگ آپ کے قریب بیٹھیں وہ جال ہی ہے عموما دواؤں اور دعاؤں کا سلسلہ بہت اچھا ہے ۔خاموش سدھایا جائے ۔جب خوب سدھ جائے تو پٹہ ڈال دیا جائے ۔یہ ظاہر ہے کہ شکاری کی زندگی پر خطر زندگی ہے ۔ جنگلی درندوں کا خوف ،سانپوں اور بچھوں کا خوف ،بھوک اور پیاس کا احساس ، بال بچوں کی فکر ،دھوپ اور بارش سے سابقہ ، سبھی کچھ شکاری کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔اس کے بعد دیکھو کہ ہماری زندگی میں کس چیز کی کمی ہے ؟

معین ! ایک اعتبار سے مسلمان اور شکاری دونوں ہم معنی ہیں ۔عزیزم ! لوگوں کی حالت دیکھو کہ لوگ انسان بننے سے گھبراتے ہیں ۔ہماری محبت بھری آواز میں

سوائے اس کے کیا ہے کہ ہم انسانوں کو انسان بننے کی دعوت دیتے ہیں یہ ہماری دوستی ہے یا دشمنی ؟لیکن لوگ ہمارے دشمن کیوں بن جاتے ہیں ؟اسی کو جہالت اور اس کے بعد تعصب کہا جاتا ہے۔

انسان خالق و مخلوق دونوں کو استعمال کرتا ہے ۔مخلوق کو استعمال کرنا خلافت ہے ۔خالق کو استعمال کرنا ولایت ہے مخلوق کے ذرہ ذرہ کو یہ استعمال کررہا ہے اور خالق کی صفت اس کے اندر متجلی ہے ۔یہی تجلی صفات ہی اس کے اندر استعمال حق کی نسبت رکھتی ہے ۔آب و آتش بادو خاک یعنی پوری کائنات مل کر کیا کررہی ہے ؟پوری کائنات مل کر نوالہ بن رہی ہے اور انسان کے اندر ہضم ہورہی ہے ۔گم ہورہی ہے ۔یہ ہوا کائنات کا استعمال۔

حق تعالے کی مالکیت کو یہ استعمال کررہا ہے ۔حاکمیت کو یہ استعمال کررہا ہے ۔افعال و صفات کو یہ استعمال کررہا ہے ذات کو یہ استعمال کررہا ہے ۔میری ذات میں ظلمت و جہل ہے حق تعالی کی ذات میں نور اور علم ہے ۔اس ظلمت میں جب نور چمکتا ہے تو "میں" کا ظہور ہوتا ہے اور اس جہل میں جب علم کا ظہور ہوتا ہے تو "میرا" نکلتا ہے ۔انسان کے اندر "میں" اور "میرا" کے سوا کیا ہے ؟اور اس کی حقیقت "نور" اور علم کی تجلی کے سوا کیا ہے ؟

مکتوب ۱۹

حقیقی نباضی

۱۴/ مئی ۱۹۵۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی و محبوبی سلمہ زاد علمہ و عرفانہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

حسب توقع کارڈ ملا تاخیر باعث خیر ہی بنے گی۔ انشاء اللہ ان امور کی طرف توجہ اس واسطے نہیں ہوتی کہ کہیں نفس، شریک کار نہ ہوجائے۔ ہمارے پاس کثرت اجتماعات ہی سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی نفس کی شرکت کا شبہ ہوسکتا ہے اور ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ عارف کے دماغ سے جو مرض آخر میں نکلتا ہے وہ "حب جاہ" ہے۔ سوچنا چاہئے کہ عارف کے دماغ سے سب سے آخر میں نکلنے والا مرض یہی "حب جاہ" ہے یعنی (اپنی عزت کی خواہش، لوگوں میں بزرگی، تمام لوگوں کا اپنی طرف رجوع، اور ان میں اپنا ایک نمایاں مقام، اور اس ال کا اپنے میں طلب [illegible]) تو عالم میں اس مرض کا کیا حال ہوگا اور عام اس مرض میں کتنا مبتلا ہوگا اس کا اندازہ کرلینا چاہئے۔ اس کے بعد اپنے نفس کا جائزہ لیا جائے۔ کیا وہ اپنے آپ کو عارف سمجھنے لگ گیا ہے یا کم از کم عالم بن گیا ہے یا اس سے کم درجہ میں یہ سمجھنے لگ گیا ہے کہ میں عوام کے مقابلہ میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہوں۔ اگر یہ کہے کہ میں عارف ہوگیا ہوں تو، تو عارف نہیں ہوا ہے کیوں کہ جو عارف ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو جاہل پاتا ہے۔ اور اگر یہ کہے کہ عالم ہوگیا ہوں تو پوچھئے عالم ہونا تو بڑی

بات ہے اذ کار نماز کا ترجمہ بھی یاد ہے یا نہیں ؟ مسائل نماز کتنے یاد ہیں ؟ گناہ کبیرہ کی فہرست تو کم از کم یاد ہوگی ؟ قرآن اور اس کا علم بڑی بات ہے اب اتر کر عوام میں اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے یہ وقت ہے کہ اس پر وار کیا جائے ۔ نمازوں کے سوا اور وہ بھی پانچ وقت کی نمازوں کے سوا تیرے پاس کیا ہے ؟ اور ان نمازوں کا حال کیا ہے ؟ پانچ وقت پر استقامت ہے ؟ اوقات کا اہتمام ہے ؟ جماعت کی پابندی ہے ؟ زندگی کے دوسرے گوشوں میں بہت ممکن ہے کہ عوام کا معاملہ تجھ سے زیادہ صاف ہو لوگ تجھ سے زیادہ محنت کر کے کماتے اور کھاتے ہوں ۔ پھر تو یہ کیسے سمجھ لیا کہ عوام میں نمایاں مقام رکھتا ہے ؟

الحمد للہ اب معلوم ہوا کہ ہمارا نفس نہ عارف ہے نہ عالم ہے نہ عوام میں نمایاں مقام رکھتا ہے بلکہ سب سے برا، شریر اور نفس ہمیشہ کا برا اور شریر جبھی تو کہا گیا ہے ۔ وما ابری نفسی ان النفس لا ما رة بالسوء (ترجمہ: میں اپنے نفس کو بری نہیں سمجھتا بے شک نفس برائی ہی کا حکم دینے والا ہے) اب اپنی صورت ہمیں نظر آئی کتنی بھیانک اور خطرناک ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا۔ کیا اچھی بات ہے ترجمہ: مجھے مجھ سے بچائیے کیوں کہ میں برا ہوں اور آپ اپنے سے نوازیئے کیوں کہ آپ اچھے ہیں ۔ یہی نظر نفس پر ہمیشہ رہنا چاہئیے اصل محاسبہ یہی ہے ۔جب تک یہ نظر رہے گی ایاز رہیں گے اور جوں ہی ہم اپنے آپ کو محمود سمجھیں گے اسی آن دربار سے باہر کر دیئے جائیں گے ابھی کام پورا نہیں ہوا آج جاہ، کن کن صورتوں سے لپٹی ہوئی ہے ۔لپٹی جارہی ہے اس کا جائزہ لیجئے ۔ لامبے جبے ،بڑے بڑے خود ساختہ پیٹ ،رنگین عمامے ،غیر معمولی دراز ریش ۔ لامبے لامبے گیسو، کم از کم شیروانی ،سفید براق لباس، مسلسل امامت، مسلسل خطابت، مسلسل مجالس ،ہوسکتا ہے کہ یہ سب "حب جاہ" کے مختلف نام ہوں ۔ اور ان میں سے

بہت کچھ تو یقینا اسی کی شکلیں ہیں۔ چوکیدار ہو تو چور ملے۔ نفس پر نظر رکھی جائے کہ کن کن شکلوں میں ہم میں یہ مرض موجود ہے اور موقعہ موقعہ سے علاج ہوتا رہے کبھی کسی کو تقریر پر کھڑا کیا خود خاموش ہو گئے کبھی تقریر کو مختصر کر دیا کبھی کسی کو امام بنادیا کبھی کسی کو خطیب قرار دیا، کبھی صرف ٹوپی پہن لی، کبھی شیروانی کھوٹی کو پہنادی لوگوں میں ایسا گھل مل گئے کہ نمایاں مقام کا نام و نشان مٹ گیا یہاں تک کہ نفس پکار اٹھے میں کچھ نہیں ہوں۔ اس حالت پر پختگی اور مضبوطی کا عزم کر لیا جائے اور اپنے ارادہ کی قوت کا اندازہ لگا لیا جائے پھر آگے قدم بڑھے۔ اب علم کی ترتیب یوں قائم ہوتی ہے۔

(۱) تسخیر نفس۔ ذریعہ۔ سبب (۲) تسخیر حق۔ مقصود و مطلوب (تسخیر قرب و رضاء) (۳) تسخیر خلق۔ اثر و نتیجہ (بے طلب بے مشقت) اصل مسئلہ الحمد للہ خوب کھل گیا۔ اس سلسلہ کی کوئی الجھن باقی نہیں رہی۔

اب ہم موجودہ کام کی طرف پلٹتے ہیں اور "حب جاہ" کی جگہ اپنے نفس میں، تبلیغ کو بٹھاتے ہیں۔ اور لوگوں کو حق کی طرف بلانا، راستہ کی رکاوٹیں دور کرنا، کمزوریاں چھپانا اور کام میں مدد لینا۔ بس یہ نیت ہو سکتی ہے اور ہونی چاہئے۔ و باللہ التوفیق۔

آج بلدہ کا ارادہ ہے ۲۱ / ۲۲ / مئی کو بلدہ ہی سے سریا پیٹھ کا پروگرام ہے۔ سب کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ ادراکات اور معمولات ہی کا نام زندگی ہے۔

مکتوب ۲۰

مفید مشورے

محترمی ومکرمی دام عنایتہ وزاد علمہ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی احسانہ! جناب کا عنایت نامہ ملا اور باعث مسرت ہوا۔ اگرچہ احقر اس حسن ظن کے قابل نہیں ہے جو جناب نے قائم فرمایا ہے لیکن اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ آپ کو اس حسن ظن اور نیکی کا بدل عطا کرے گا۔

حسب ارشاد آپ کے سوالات کے جواب میں احقر کے مشورے پیش ہیں

بدعت کیا ہے؟ دین میں نئی چیز کا پیدا کرنا یا جو چیزیں دین میں داخل نہیں ہیں اسے داخل دین سمجھنا بدعت ہے ان علماء محققین کے پاس جنھیں اسلام اور مسلمانوں کی فکر ہے جتنی رسمیں آپ نے لکھی ہیں وہ سب ہی داخل بدعت ہیں۔

ایصال ثواب کیسے کریں؟ ایصال ثواب کا مطلب ثواب پہنچانا ہے اور اس کا سیدھا طریقہ یہ ہے کہ قرآن شریف پڑھ کر نقد روپے خیرات کر کے یا مال خیرات کر کے (مثلاً غلہ، کپڑا وغیرہ) اللہ سے دعا کر لی جائے کہ اے اللہ اس تلاوت یا خیرات کا ثواب فلاں صاحب کی روح کو پہنچا آپ چاہے ایک آدمی کا نام لیں یا دس آدمیوں کا یا تمام مومنین ومومنات کا آپ کا اختیار ہے۔ سب کو بخشنے سے ثواب سب کو ملے گا اور کسی کو کم نہ ملے گا بس یہی اصل طریقہ ہے اور اسی کا نام فاتحہ ہے۔

مفید کتابیں ۔ مفید مشورے : احادیث صحیحہ کا مطالعہ کرنے کے لئے اصل کتابوں میں بخاری شریف یا اس کا خلاصہ تجرید البخاری اور مشکوۃ شریف اہم کتابیں ہیں ۔ انتخابات اور تشریحات احادیث کی کتابوں میں ترجمان السنہ (مولانا بدر عالم صاحب) اور معارف الحدیث (مولانا منظور نعمانی صاحب) مفید ترین کتابیں ہیں ۔

ایک اہم بات پیش نظر رہے کہ علم حدیث ایک فن ہے اور ہم اس سے راست مسائل کا استنباط نہیں کر سکتے اس لئے مبتدی کے لئے فقہ کے مطالعہ کے بعد حدیث کا مطالعہ مفید رہے گا ۔

عموماً مولانا عبد الوہاب صاحب نجدی کے مقلدین کو وہابی کہتے ہیں ۔ یہ لوگ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے اور مسئلہ ایصال ثواب اور توسل کے منکر ہیں ۔ اس کو ناجائز سمجھتے ہیں ۔

عام طور پر دیوبندیوں کو وہابی سمجھا جاتا ہے یہ غلط ہے ۔ وہاں سب لوگ آسکتے ہیں اور ایک بات یاد رکھئے کہ وہابیوں کو ہندوستان میں مسلمانوں سے زیادہ انگریزوں نے بدنام کیا ہے ۔

اہل حدیث وہ لوگ ہیں جو کسی امام کی تقلید نہیں کرتے اور صرف حدیث پر عمل بتاتے ہیں اور ان میں اکثر ایسے بھی ہیں جو اپنے فائدہ کی ہر حدیث کو دیکھ کر عمل کر لیتے ہیں ان میں بھی بعض ایصال و توسل کے منکر ہیں اور بعض سنجیدہ ہیں جو تسلیم کرتے ہیں ۔ اہل حدیث کی اسی سنجیدہ جماعت کو بعض علماء نے اہل سنت و الجماعت میں شمار کیا ہے ۔

سفر میں استخارہ : سفر میں استخارہ میں سورہ یسین کا مشاہدہ مبارک ہے ۔ اس میں دو اعتبار ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اگر بالکل تیار ہیں تو سورہ یسین کی تلاوت کرتے ہوئے سفر

شروع کریں اور دوران سفر تلاوت جاری رکھیں انشاء اللہ سفر کامیاب رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بوقت ہجرت سورہ یسین کی تلاوت جاری تھی۔دوسرا اعتبار یہ ہے کہ ۲، دن تک انتظار کیجئے۔یہ آپ کے ارشادات کے اجمالی جوابات ہیں۔ تفصیل کے لئے جہاں کتابیں ان مضامین پر موجود ہوں وہاں خطوط کیا کام دے سکتے ہیں۔

بہر حال آپ سنجیدگی سے مطالعہ اور فکر جاری رکھئے جذبات اور عجلت و شدت کے پاس نہ جائیے۔انشاء اللہ تدریجی طور پر صحیح دینی فہم پیدا ہوجائے گی اور اکثر مسائل کے لئے سینہ کھل جائے گا۔

اجمالی بات: اکثر مسائل پر تحقیقی نظر ڈالنے کے لئے ہم چند حقیقتیں پیش کررہے ہیں۔اگر ان پر سوچ بچار کرلی گئی تو انشاء اللہ کافی بصیرت پیدا ہوجائے گی۔

اللہ تعالی کے احکام کی دو قسمیں ہیں ایک "امر" دوسرے "نہی"۔امر سے مراد وہ حکم ہے جس کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نہی سے مراد وہ جس کو نہ کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے۔

اس امر و نہی کی ایک حکمی ترتیب ہے جو درج ذیل ہے۔

امر کی تقسیم یہ ہے ؛ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب۔

(۱) فرض: وہ جو نص قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور تارک (چھوڑنے والا) فاسق ہے اور مستحق عذاب شدید ہے۔

(۲) واجب: وہ جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر نہیں لیکن تارک فاسق و مستحق عذاب ہے۔

(۳) سنت : وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و عملاً ثابت ہو اس کا منکر کافر نہیں لیکن تارک مستحق عتاب و محروم درجات ہے۔

(۴) مستحب : وہ فعل ہے جس کے کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ثابت ہو اور نہ کرنے پر عذاب نہیں۔

نہی کی تقسیم یہ ہے : (۱) حرام (۲) مکروہ تحریمی (۳) مکروہ تنزیہی۔

(۱) حرام جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کو حلال جاننے والا کافر ہے اور حرام عمل کرنے والا مستحق عذاب شدید ہے۔

(۲) مکروہ تحریمی : جو حرام کے قریب ہو اس کا منکر کافر نہیں اس پر عمل کرنے والا مستحق عتاب و سزا ہے۔

(۳) مکروہ تنزیہی : وہ جو حلال کے قریب ہو مانع درجات ہے۔ امر و نہی کے درمیان ایک درجہ مباح کا ہے۔

مباح وہ ہے جس کے کرنے پر ثواب نہیں اور نہ کرنے پر عذاب نہیں، یعنی ایسا کام جس پر ثواب نہ عذاب۔

بصیرت کا تقاضا : اب دینی بصیرت کا یہ تقاضا ہے کہ جس کام کا جو درجہ ہے وہی درجہ علماً و عملاً ہمارے پاس بھی رہے۔ بس یہی سیدھی راہ ہے۔ فرض و واجب کو عملاً ترک کر کے جب لوگ مستحبات اور مباحات کو فرض و واجب کے مقام تک پہنچا دیتے ہیں تو یہیں سے بدعت کی مختلف شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں اور دین میں دشواری پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آج عوام میں جو جھگڑے اور اختلاف برپا

ہیں وہ کس لئے ہیں ؟ کیا کسی فرض کے چھوڑنے والے سے لوگ لڑ رہے ہیں ؟ کیا کسی واجب کے چھوڑنے والے کو برا بھلا کہہ رہے ہیں ؟ کیا کسی سنت کو ترک کرنے کی وجہ سے ایک دوسرے کو ملامت کرر ہے ہیں ؟ نہیں ۔ جھگڑا صرف مستحبات ومباحات کا ہے کہ تم یہ کیوں نہیں کرتے اور یہ جھگڑا آج اتنا شدید ہو گیا ہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف شدید بغض و کینہ پیدا ہو گیا ہے جو قطعاً جائز نہیں ۔

ہونا کیا چاہئے : ہونا یہ چاہئے کہ سب فرائض اور واجبات پر زور دیں ۔ سنتوں کی ایک دوسرے کو تاکید کریں مستحبات بعض اختلافی مسائل پر آزادانہ غور وفکر کی دعوت دیں اور جو کام کریں وہ پوری بصیرت اور سمجھ سے کریں اور کسی حال میں دلوں کو خراب نہ کریں آپس میں محبت و مروت پوری پوری رہے ۔ جس کو ہم جائز نہیں سمجھتے اس سے بے تکلفی کے ساتھ الگ ہو جائیں ۔ اور جو لوگ جائز سمجھتے ہیں وہ کوئی برا نہ مانیں ۔ بہر حال اپنا مسلک ہر طرح احتیاطی ہو ۔ انشاء اللہ تعالےٰ یہ مقام اوسط ہے اور یہ احتیاطی مقام تدریجی طور پر حاصل ہوتا جائے گا جبکہ مسلسل غور وفکر اور مطالعہ جاری رہے یہاں تک کہ یہ اعتدال آپ کا مزاج بن جائے ۔

آخر میں : اب آخر میں آپکی ذہنی گرفت اور شرح صدر کے لئے بعض مسائل کی تقابلی تشریح کی جارہی ہے جو آگے آرہی ہے ۔ انشاءاللہ یہ بھی بہت مفید ثابت ہوگی۔

امید ہے کہ یہ خطوط آپ کو اور دیگر حضرات کو مفید کارآمد اور مشعل راہ عمل ثابت ہوں گے ۔ راہ اوسط ہے صراط مستقیم۔

اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم، غیر المغضوب علیھم و لا الضالین۔ امین۔ و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مکتوب ۲۱

عمومی مسائل اور حدود

محترمی ومکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک عبادات کا پہلو ہے جس میں کسی قسم کا تغیر تبدل، کمی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے عادات ہیں اس میں بڑی حد تک مگر حدود کے اندر انسانوں کو آزادی دی گئی ہے۔

آج کل مروجہ طریقے قابل اصلاح ہیں۔ نہ سامنے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے نہ ہاتھ اٹھانے کی ضرورت۔ جس وقت ایصال کی نیت ہو دعا کرے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے یا کھانا کھلا دیا تو دعا کرلیا کہ اے اللہ اس خیرات کا ثواب فلاں صاحب کو پہنچا دے۔ بس یہ طریقہ اچھا ہے اسپر عمل ہوتا رہے تو بہت اچھا ہے

اسی طرح کسی چیز کے سامنے رکھنے کا بھی سوال نہیں۔ عود اور اگر بتی کا کوئی موقع اور محل نہیں۔ یہ اپنی ضرورت کی چیزیں ہیں جب ضرورت سمجھیں سلگالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پر فاتحہ ہرگز نہیں پڑھتے تھے بعض مرتبہ کھانے کی چیزوں پر آپ نے برکت کی دعا فرمائی ہے اور غیر معمولی برکت ہوئی یہ پ کا معجزہ تھا۔ اس کو مروجہ فاتحہ سے کوئی تعلق نہیں۔

موجودہ عرسوں کے مراسم قطعاً جائز نہیں ہیں۔ جو لوگ ان میں شرکت کررہے ہیں وہ غلطی کررہے ہیں خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔

جب بھی دین میں بدعتیں پیدا ہوتی رہی ہیں اللہ تعالیٰ نے اول روز سے

روکنے ٹوکنے والوں کو بھی پیدا فرمایا ہے ۔ وہ برابر روکتے ٹوکتے رہتے ہیں لوگ نہ مانیں تو وہ کیا کریں ۔

سورہ یٰسین ہو یا قل ھو اللہ یا کوئی دوسری سورت کی آیت آپ جب چاہیں جہاں چاہیں پڑھ کر بخش سکتے ہیں اور ثواب برابر پہنچتا ہے ، نہ پہنچنے کی کوئی وجہ نہیں ۔ اسی طرح قبرستان میں جا کر بھی پڑھ کر ثواب پہنچایا جاسکتا ہے ۔ قبرستان میں جانا اپنے لئے عبرت و نصیحت کا حاصل کرنا ہے ۔

مجھے جہاں تک معلوم ہے عورتوں کے لئے ہو یا مردوں کے لئے اسلام نے لباس کی کوئی خاص وضع مقرر نہیں کی ہے ۔ البتہ اصول بتا دیئے گئے ہیں کہ دوسری قوموں سے مشابہت نہ ہونے پائے ۔ ہم مسلمان قوم ہونے کی حیثیت سے پہچانے جاتے رہیں ۔ اسی لئے ساڑی ، لنگا ، کرتے سے مل کر اگر دوسری قوموں سے الگ کر دیں یعنی دیکھتے ہیں پہچان لئے جائیں کہ یہ مسلمان ہیں تو عورتوں کو ساڑی اور لنگے پہننے میں مضائقہ نہیں معلوم ہوتا ۔ کھڑے ہو کر ساڑی کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے ۔ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور عام طور پر دیوبندیوں کی جو مخالفت کی جاتی ہے وہ محض ان کی اصلاحی سختیوں کی وجہ سے ہے ۔ اگر ہم غیر جانبدار ہو کر آج امت کو دیکھیں تو ان کی سختیاں یقیناً ضروری اور اہم معلوم ہوں گی ۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی محتاط مسلک کے حامل تھے اور بہت بلند پایہ بزرگ تھے ۔

ابتدائی دیوبندیوں اور موجودہ دیوبندیوں میں کوئی فرق مجھے معلوم نہیں ہے ۔ میرا اندازہ ہے پہلے رنگ کچھ فقیرانہ تھا اب عالمانہ ہے ۔

یقیناً حنفی مسلمانوں کے امام، امام ابو حنیفہ ہیں۔ البتہ فقہ حنفی میں جو کتابیں رائج ہیں انہی کی طرف تحقیقاً منسوب ہیں۔ شامی، عالمگیری، در مختار، ہدایہ وغیرہ سب فقہ حنفی ہی کی کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ اور بہشتی زیور اور گوہر میں بھی فقہ حنفی ہی کے مطابق عقائد و مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

دعا میں توسل جائز ہے خواہ دنیا کی چیزوں کے لئے ہو یا دینی، بشرطیکہ ناجائز نہ بنالیا گیا ہو، انبیاء کے علاوہ خدا کے صلح بندوں کا توسل بھی جائز ہے۔

دعا کے الفاظ یہ ہو سکتے ہیں۔ اے اللہ یہ تیرے محبوب بندے ہیں ان کے وسیلے میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں میرا کام پورا فرما۔

سورہ یٰس کا ورد مناسب ہے کبھی کبھی حسب موقع بھی پڑھی جاسکتی ہے مناسب ہے اگر ۲، دن جاری رہے۔ سفر کے وقت نہ بھولئے۔

استخارہ مسنونہ صرف ایک ہے۔ اس میں مختلف الفاظ نہیں ہیں۔ بہشتی زیور، نصاب اہل خدمات شرعیہ، رکن دین، احسن المسائل ہر کتاب میں یہ دعا مل جائے گی۔ یا کسی دوسری کتاب میں جس میں نمازوں کی تفصیل ہو دعا مل جائے گی فرض کام کرنے یا نہ کرنے کی نیت غلط ہے۔ مثلاً حج کو جاؤں یا نہیں، یہ غلط ہے۔ البتہ فلاں تاریخ و مہینے میں جانا مناسب ہے یا نہیں، یہ کی جاسکتی ہے۔

اسی طرح سفر اور شادی میں بھی استخارہ جائز ہے اس طرح کہ فلاں سے شادی کی جائے یا نہیں۔

حد سے مراد کتاب و سنت کی حد، آثار صحابہ کی حد۔ اجماع امت کی حد اور قیاس کی حد ہے۔ ہر مسئلہ میں کتاب و سنت، آثار صحابہ اور اجماع امت، یہ دلیلیں

ہیں۔ ان ہی دلائل سے احکام کی تفصیل ملتی ہے۔ جیسے ہم فرض، واجب، سنت، مستحب اور مباح، مکروہ، مکروہ تحریمی اور حرام کہتے ہیں۔ اب اگر کسی مباح چیز کو سنت یا فرض سمجھ لیا جائے تو یہ حد سے بڑھ جانا ہے یا کسی مباح چیز کو حرام سمجھ لیا جائے تو یہ بھی حد سے گزر جانا ہے۔

مباح کو سنت و فرض علماً و عملاً سمجھ لینا یہ حد سے بڑھ جانا ہے۔ مباح کو حرام و مکروہ علماً و عملاً سمجھ لینا یہ حد سے اتر جانا ہے۔ پس فرض کو فرض، واجب کو واجب، سنت کو سنت، مستحب کو مستحب، مباح کو مباح، مکروہ کو مکروہ، حرام کو حرام علماً و عملاً سمجھنا یہ حد پر قائم رہنا ہے۔ یہی مسلک احناف ہے۔

اسی سے آپ تمام اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دو تین مسائل عرض کئے دیتا ہوں۔

افراط (زیادتی)	اوسط (اعتدال)	تفریط (کمی)
(۱) نذر و منت جائز ہے	اصل ایصال ثواب جائز	ایصال ثواب ناجائز
(۲) استعانت جائز ہے	توسل جائز	توسل حرام
(۳) بیعت کے بغیر مرا تو شیطان، مرشد ہی بخشوانے والے ہیں	بیعت مستحب اور مفید	بیعت ناجائز اور غیر ضروری
(۴) اولیاء میں سب کچھ قوت و تصرف ہوتا ہے جب جو چاہیں کر سکتے ہیں	قوت و تصرف اتنا ہی ہوتا ہے جتنا اللہ دے اور وہ مرضئ الٰہی کے تابع ہوتا ہے	اولیاء اللہ اور مرشدین کے پاس کسی بھی قسم کی قوت اور تصرف نہیں ہوتا۔

ان مثالوں سے مجھے توقع ہے کہ حد کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

بہشتی زیور میں اسلامی معاشرت کی بڑی حد تک ضروری تفصیل آ گئی ہے۔ لباس کا تعلق عادات سے ہے۔ اس لئے کسی خاص وضع کے لباس ہی کو فرض نہیں کیا گیا ہے۔ عمومی حیثیت سے اس مسئلہ پر "التشبہ" مصنف مولانا قاری طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کافی بصیرت حاصل ہو سکے گی۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے سال بھر کے روزوں اور نفل نمازوں کی روایتیں ضعیف ہیں لیکن فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کو قبول کر لیا گیا ہے۔ دین میں ان نوافل پر پابندی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ کوئی پڑھ لے تو ثواب نفل مل جائے گا۔ نوافل کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب طبیعت میں سکون ہو اور مالک کا خیال دل پر چھایا رہے اس وقت جتنے نوافل پڑھنا ہو پڑھ لئے جائیں۔ ضروری روزوں اور نفل نمازوں کی تفصیل بھی بہشتی زیور میں موجود ہے۔ اسی پر استقامت ہو تو کافی ہے۔ اگر کبھی کبھی نفلیں پڑھ لی جائیں اور سورتیں بھی مقررہ پڑھ لی جائیں تو حرج نہیں۔

صلوۃ التسبیح، منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو سکھائی تھی اور فرمایا کہ روزانہ پڑھو، نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار، نہ ہو سکے تو مہینے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک بار پڑھ لی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ نوافل میں تہجد کا درجہ بلند ہے اس کے بعد صلوۃ التسبیح ہے اس کے بعد اشراق، چاشت اور اوابین ہیں۔ اگر ان کو اپنا معمول زندگی بنالیا جائے تو بہت بڑا خیر حاصل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسی طرح متبرک رات میں صلوۃ التسبیح پڑھ لی جائے تو بہت بہتر ہے۔ راتوں کی عبادات ہوں یا دن کی، اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دل حاضر

رہے اور توجہ سے جس عبادت کو کیا جاسکے اسی میں زیادہ وقت صرف کیا جائے تو مناسب ہے۔ دوسرے نوافل کم ادا کرے۔ کسی کو نوافل میں دل لگتا ہے تو وہ نوافل زیادہ پڑھے اور دوسری عبادات کم۔

کسی کو ذکر میں دل حاضر رہتا ہے تو وہ زیادہ وقت اسی میں گزارے۔ اور کسی کو درود شریف پڑھنے میں لگتا ہے تو زیادہ وقت وہ درود شریف میں صرف کرے۔ لیکن اصل چیز دل کی حضوری اور سکون ہے۔ آپکے خط کے جواب ہی میں مصروف تھا کہ دوسرا خط وصول ہو گیا۔ یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ آپ "ٹی بی" کا شکار ہو گئے ہیں۔ پھر اس خط سے قدرے طمانیت ہوئی کہ ابتدائی درجہ ہے اور آپکی حالت اطمینان بخش ہے تدریسی تعلق کس سے ہے اور سروس کیا ہے معلوم نہ ہوسکا۔

استخارہ میں سورہ اخلاص کا ظہور متبرک ہے اس خواب کے پیش نظر احقر کا یہ مشورہ ہے کہ ابھی قطعی استعفیٰ کا فیصلہ نہ کیا جائے اور چندے حالات کا مطالعہ کیا جائے یہ آپ جانتے ہیں کہ سورہ اخلاص میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی بے نیازی، غنا، احدیت اور پھر بے تعلقی کا اظہار کیا گیا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم نیاز مند ہیں، محتاج ہیں، کثیر تعلقات میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان کو بے نیازی زیب دیتی ہے اور ہمیں نیاز مندی ہی راس آتی ہے۔ اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ استعفیٰ دینا بے نیازی کو ظاہر کرتا ہے اور یہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر بالکل مجبوری ہو اور استعفیٰ کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آئے تو اس وقت یہ سمجھا جائے گا کہ ہم نے استعفیٰ نہیں دیا بلکہ مالک نے دلوایا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ خاص مہربانی سے ہماری پرورش کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم پر اس استعفیٰ کی کوئی ذمہ داری نہ رہے گی۔

دعا ہے کہ اللہ آپ کو صحت و عافیت سے نوازیں۔ آمین۔

مکتوب ۲۲

باطل شکن

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی! وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ خیریت حاصل، عافیت نیک مطلوب۔ فللہ الحمد۔ جب ملاقاتیں علم سے خالی ہوں اور جب صحبتیں عرفان سے تہی دامن ہوں تو کیوں نہ ان میں فصل پیدا ہو اور کیوں نہ ان میں طویل وقفے پڑیں۔ ایسا ہی ہونا تھا ایسا ہی ہوا۔ ملاقاتوں میں بتدریج اضمحلال پیدا ہوا۔ کیوں کہ مولویانہ ملاقات لاحاصل تھی۔ خیال ہو رہا ہے کہ اس سرد ی بازار کو خط و کتابت سے گرم کر دیا جائے خوب ہو گا اس طرح جذبات میں حرکت پیدا ہو اور احساسات میں تموج برپا ہو اور ادراک لہرانے لگے اور اسی نیت سے عرض حال ہے۔

جب تک نظر میں وسعت پیدا نہ ہوئی تھی اور جب اس مسئلہ سے ناواقف تھا کہ اولیاء اللہ کی توہین موجب زوال ایمان ہے طبیعت بہت شوخ و بیباک تھی اور میرا قلب ان کی وقعت و محبت سے محروم تھا لیکن اب ایک طرف اس مسئلہ نے اور دوسری طرف اس مسئلہ نے کہ بدعتی کی تعظیم روا نہیں، اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ محبت اور کمالات لازم و ملزوم ہیں جب کسی میں کمال نہ ہو تو اس سے محبت کیوں کی جائے اس کی وقعت کیوں پیدا ہو۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر دل میں صاحب کمال کی قدر ہے اور ناقصوں کا نقص پیش نظر ہے۔ اب بزرگوں سے ملاقات کی نیت "علم و عمل" میں اضافہ ہوتی ہے اور اہل ذوق اور ہم مذاق حضرات سے ملاقات کا مقصد علم و ادراک میں تازگی اور تیزی، اور اصحاب نقص سے ملنے کی غرض حتی المقدور اصلاح

جس شخص کو منازل و مقامات کا علم ہو اس کے لئے انسان کی پہچان کچھ مشکل نہیں ہے بشرطیکہ کچھ صحبت مل جائے ۔ کیونکہ صحبت ہی ہے جس سے انسان کے نا فی الضمیر کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے اور بربنائے مشاہدہ مجھے یہ کہنے دیجئے کہ انسان کا مقام بتایا جاسکتا ہے ۔ ہم نے دیکھا کہ بعض صاحب اجازت و خلافت ہیں ۔ لیکن قلب تک جاری نہیں ، تزکیہ نفس تو ایک طرف تزکیہ زبان سے محروم ہیں اور بعض ایسے ہیں جو صاحب اجازت ہیں نہ صاحب خلافت لیکن یافت و شہود سے مشرف ہیں اور مزکیؓ اور مصفیٰؒ ۔ جب خلافت سجادہ نشینی ہو جائے اور جہاں اعتبارات حسب و نسب پیدا ہوں وہاں ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہے کیوں کہ وہ اس کو بھول گئے ۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(جامی تو عشق کا غلام ہوا ہے نسب کو چھوڑ دے کیوں کہ اس راستے میں فلاں ابن فلاں کوئی چیز نہیں ہے)

جب اس " نیستم " اور " ہستم " کے پل صراط سے پیر پھسلا تو علم باطل کی ایسی وادی میں جا پڑے کہ جسم و جان سے لے کر عقائد و اعمال تک ناپاک ہو گئے ۔ وحدۃ الوجود کے سیدھے اور صاف مسئلہ کو وحدۃ الذات سمجھ کر ایسی تاویلات کی جانے لگیں کہ ان کا لحاظ کیا جائے تو شریعت کا وجود نابود ہو جائے ۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی است

(اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دے وہ تمام دین ہے اگر تو ان کے پاس نہ پہنچے تو سب بو لہبی ہے)

کہا جاتا ہے کہ سیر کثرت میں ہے وحدت میں تماشہ کیا ہے ؟ سمجھنے کی بات ہے کہ اس کثرت کا لطف حج، روزہ، زکوۃ، یا بالفاظ دیگر نماز جمعہ و جماعت میں اٹھایا جاسکتا ہے یا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد میں۔ لطف ظہور اہل سلوک سے ملاقات، مجالس علم وحال میں ہے یا کنج تنہائی میں اپنے حال کی حقیقت اصحاب کمال سے ملنے پر ظاہر ہوتی ہے یا یکے دکے گنجوٹی سے۔

عقل ما دشوار در زیدن خوش است
چوں خلیل از شعلہ گل چیدن خوش است

(ہماری عقل مشکل پسند کر کے خوش ہے۔ جس طرح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھول شعلوں سے چن کر خوش ہیں)

مجھے آپ سے شکایت ہے اور شکایت میں خلوص ہے اس وجہ سے کہ

صدائے مخالف کا مرکز جو گھر تھا
اسی گھر میں سیندھی کا بن آگیا ہے

احقر اجازت وخلافت کا مفہوم "حکم تبلیغ" کے سوا کچھ اور نہیں سمجھتا۔ اپنے سلسلہ کی خصوصیت کو علمی و عملی حیثیت سے آشکار کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں علما اور عملا نعرہ نہیں لگایا جاتا۔

در کفے جام شریعت در کفے سندان عشق
ہر ہوسناکے نہ داند جام و سنداں باختن

(ایک ہاتھ میں شریعت کا پیالہ اور دوسرے میں محبت کا ہتھوڑا، ہر ہوسناک اس پیالے اور ہتھوڑے کو ٹکرانا نہیں جانتا)

میں سمجھتا ہوں کہ خیر القرون میں اسلام اور تصوف ایک ہی چیز تھی فرق تھا تو

اپنے اپنے ظرف اور قابلیات کا۔ لیکن بعد میں لوگوں نے جس طرح مذہب و سیاست کا جدا جدا رنگ دیدیا اسی طرح اسلام اور تصوف یا شریعت و طریقت کو علحدہ علحدہ چیز سمجھنے لگے۔ کہا گیا ہے کہ "عبادت کرتے ہوئے خدا کو دیکھ" لیکن سمجھا گیا کہ "خدا کو دیکھتے ہوئے عبادت کو چھوڑ دے" کہا گیا تھا کہ "ولی وہ ہے جس سے کمال اتباع و اطاعت کی وجہ سے دنیوی و اخروی خوف و حزن دور ہو جائے" لیکن سمجھا گیا کہ "ولی وہ ہے جو اتنا بے حس ہو کہ اس کو نہ ترک اطاعت کا خوف ہو نہ ترک اتباع سے حزن" ایک طرف تقلید کے لئے جذب و حال" پیش کیا گیا اور فرائض دین پر جاہلانہ تنقید کی جانے لگی تو دوسری طرف فرائض دین پر کورانہ تقلید ہی کو حاصل سمجھ لیا گیا اور جذب و حال پر بےسجا تنقید کی جانے لگی حالانکہ "جذب و حال" لائق تنقید ہے نہ قابل تقلید اور اسی طرح خلوت و جلوت سے جذب و حال کا عملی تعلق تھا۔ جب جلوت میں حال نبھ نہ سکا تو مجبوراً خلوت اختیار کرنی پڑی اور جب خلوت میں جذب نہ ہوسکا جلوت میں آجانا پڑا اور یہ جلوت اختیاری ہے نہ خلوت لیکن اس جلوت و خلوت کو بھی اختیاری سمجھ لیا گیا جو نفس پر سہل تھا اس کو اختیار کر لیا گیا۔

مکانی خلوت کے مدارج ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ لوگ شہروں سے قریوں کی طرف منتقل ہوئے اور قریوں سے مکانات میں مقید ہو گئے اور مکانات سے حجروں میں بند ہو گئے اور حجروں سے تنگ و تاریک غاروں تک نوبت آئی۔ مکانی خلوت کے ساتھ لازم و ملزوم کی طرح عملی خلوت بھی شروع ہو گئی جو قابل ملاحظہ ہے۔

"از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است" کے جزوی مفہوم نے حج سے بے نیاز کر دیا۔

دائم الصوم کی غلط اصطلاح نے روزوں سے چھٹکارا دلوادیا۔

الفقر فخری سے کلی لاعلمی نے زکوۃ سے بے فکر بنادیا۔ الصلوۃ معراج المؤمنین کی الٹی سمجھ نے المعراج صلوۃ المؤمنین کا تخیل پیدا کیا، اور وہ معراج کی فکر میں پڑ گئے۔

پہلے تو شہر کی ضرورت نے جمعہ کی اجازت نہ دی پھر امام حاضر کی خواہش نے جماعت سے دور کر دیا۔ اور "دائم حضور قائم نماز" کے خیال خام نے تارک نماز بنا کر چھوڑا، اور آخر میں گوشت کے لوتھڑے کی طرف گردن جھکائے بیٹھے رہنے کا نام خلوت رہ گیا۔ جب اس سے بھی سیری نہ ہوئی تو تنہائی نے یکتائی کا خیال پیدا کیا اور انتہاء میں بجائے اس کے کہ "نیستم" سمجھا جاتا اس تاریک غار میں اپنے سوا کچھ نظر نہ آیا تو "ہستم" کا نعرہ لگا دیا گیا اور اس غار کی تاریکی دل و دماغ پر ایس چھائی کہ صورت پر بھی سیاہی نمودار ہو گئی جو ہر ملحد کے چہرے سے ظاہر ہے۔ اس طرح ایک طرف باعتبار باطن حج و زکوۃ اور نماز و جماعت وغیرہ کی برکات اور خصوصی تجلیات الٰہیہ سے محرومی ہوئی تو دوسری طرف شریعت حقہ کی توہین ہوئی۔ انا اللہ۔ اللہ تعالے شریعت پر قائم رکھے۔

والسلام

غلام

مکتوب ۲۳

راز فاش کر دیا گیا

مندڑی کلاں۔ ۵ / بہمن ف ۵۸

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

محبی و محبوبی معین زاد حبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بر کاتہ۔

الحمد للہ بخیر ہوں۔ دیگر یہ کہ قبل ازیں کارڈ لکھا تھا جس کا جواب پہنچا وہ آدم زاد دوسرے ہی دن مندڑی پہنچ گئی ہے فکر نہ کیجیے۔

معین! واقعہ یہ ہے کہ دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمن بنکر اپنی تباہی کا مکمل سامان کر چکی ہے اور اب مسلسل تباہ ہوتی جائے گی اور اس تباہی میں رسمی مسلم اور حقیقی کافر میں کوئی فرق نہ ہو گا اور حکمت تکوینی کے تحت اکثر حقیقی مسلم بھی اس تباہی کی زد میں آتے جائیں گے۔ اور صرف وہ اشخاص بچیں گے جو گہرے ربط اوور تعلق کے ساتھ ستار و حفیظ کی پناہ میں ہر آن رہیں گے اور یہ تباہی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک دنیا محمدؐ سے دوستی پیدا نہ کرے گی۔ یہ ایک فیصلہ ہے جو ٹل نہیں سلتا ان شانئک ھو الابتر، پر غور و فکر کرو۔ کوئی شخص صاف طور پر دشمنی کا اعلان نہیں کرتا۔ اس دشمنی میں کافر بھی شریک ہے اور رسمی مسلم بھی۔ دشمنی کی تفصیلات آج کل سامنے آتی جارہی ہیں ہوشیاری کے ساتھ مشاہدہ کرتے ہوئے ربط و تعلق کو قوی کرنیکا وقت ہے۔ دیکھو دنیا والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بال کے دشمن ہوگئے ہیں۔ آخر سر کے بالوں نے انہیں کیا کیا ہے۔ پھر یہ سر کے بالوں کو دیکھ کر مذاق کیوں اڑاتے ہیں۔ ٹھوڑی کے چند بالوں کا کیا قصور ہے پھر یہ اس کو

دیکھ کر کیوں لرزنے لگتے ہیں اور کیوں انکا بال بال مٹھی بھر بالوں کے خلاف کھڑا ہوتا ہے۔ پھر ذرا یہ دیکھو کہ یہ دشمنی صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کیساتھ ہے۔ دوسروں کے بالوں کیساتھ نہیں۔ انگریز کے سر کے بال محبوب ہیں۔ سکھ کے ٹھوڈی کے بال مرغوب ہیں۔ لیکن خدا کے رسول کے بالوں سے نفرت ہے یہی حال مونچھوں کا بھی ہے اس دشمنی کا زندہ ثبوت اب ملا۔ ہزاروں مسلمانوں کی زبردستی ڈاڑھیاں مونڈھی گئیں۔ لیکن اس راز کو کسطرح جانتے ہیں کہ یہ مسلمان کی ڈاڑھی نہیں حقیقت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی ہے جسکا خمیازہ انھیں بھگتنا ہوگا۔

معین! کتنے افسوس اور ماتم کا مقام ہے کہ اکثر مسلمانوں نے برضاء ورغبت ڈاڑھیاں صاف کر ڈالیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ داڑھی میں کیا دھرا ہے معمولی بات ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہوگا کہ وہ کتنی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ اگر اب بھی اس کی اہمیت لوگوں کو سمجھ میں نہ آئی تو ان کی عقلوں پر حیرت ہے۔ دشمن تو اس کی اہمیت سمجھ چکا ہے اور یہ دوستی کا دم بھرنے والا اس کی اہمیت سے ناواقف ہے۔ محمد صلعم کے لباس سے بھی دشمنی ظاہر ہو چکی ہے لباس دور کر دیا جائے تو کوئی دشمن نہیں۔ صرف لباس سے دشمنی ہے تو حقیقت میں کس سے دشمنی ہے لباس اور چہرہ کے اس مجموعہ کے ساتھ دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر سے دشمنی کر رہی ہے۔ اردو کو مٹا کر جس میں کثیر عربی الفاظ ہیں۔ ہند میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے زور و شور کی دشمنی کی جا رہی ہے۔

غرض یہ کہ ان تفصیلات پر جتنا غور کیا جائے معلوم ہوگا کہ دشمنی صرف خدا کے رسول سے ہے۔ آثار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ افعال وصفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہوگی۔ پھر ذات محمدؐ سے دشمنی ہوگی اور اس وقت دنیا مکمل تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اپنا فریضہ آثار محمد صلی اللہ علیہ وسلم

افعال محمدؐ صفات محمدؐ ذات محمدؐ سے انتہائی ربط و تعلق قائم کر کے دنیا میں ان کو ظاہر کرنے کی انتہائی کوشش کرنا اور اسی کوشش میں جان کی بازی لگا دینا ہے ۔

چند اور باتیں غور طلب ہیں ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ تباہیوں کی ابتداء ہے آئندہ مزید تباہیاں یقینی ہیں ۔ ہند کے ہندو یہ سمجھ رہے ہیں کہ مصیبت صرف مسلمانوں پر آئی ہے ایسا سمجھنے والے بے وقوف ہیں ۔ آئندہ چند دنوں میں معلوم ہو گا کہ حقیقت کیا ہے ؟ واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر قوم پریشان ہوگی اور اتنی پریشان ہوگی کہ اپنے اپنے عقیدہ کی بناء پر اپنے اپنے نجات دہندہ (مہدی) کی تلاش شروع کر دے گی مسلمان پریشان ہو کر مہدی موعود کی تلاش کریں گے ، ہندو پریشان ہو کر چن بسیشور کو ڈھونڈھینگے ۔ انگریز پریشان ہو کر حضرت عیسیٰؑ کی تلاش کریں گے ۔ یہودی اور پارسی اپنے اپنے بزرگوں کی تلاش کریں گے اور مصائب برابر نازل ہوتے رہیں گے ۔ یہاں تک کہ ان میں تلاش پیدا ہو جائے اس وقت ایک مرد کامل میدان میں آئے گا بڑی جدو جہد کے بعد امن کا ظہور ہو گا ۔

دوسرا اعتبار یہ ہے کہ دنیا والے دنیا کو میری کہنے لگ گئے ہیں اب ان کو اس وقت تک ان کو امن نہیں مل سکتا جب تک کہ وہ میرا کہنا نہ چھوڑ دیں ۔ اب انسان مشاہدہ کرے گا کہ اس کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ سب خدا کی چیزیں ہیں جس چیز کو انسان میری کہے گا وہ اس سے چھین لی جائے گی ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ، ہاتھ ، پیر ، سر ، ٹوپی ، شیروانی ، بیٹا ، بیٹی ، بیوی بچے ، گھر ساز و سامان ، زمین ، وطن ، سب چھینے گئے چھینے جارہے ہیں چھینے جائیں گے انسان خصوصاً مسلمان جتنا جلد اس راز کو سمجھے اچھا ہے ۔ بحمد للہ ! ہم جانتے ہیں

میرا مجھ میں کیا ہے ترے سوا

والسلام

غلام

مکتوب ۲۴

انتہاء قرب

مریال گوڑہ

مکرمی و محبی معین زاد عرفانکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کارڈ ملا کیفیت معلوم ہوئی ۔ عوام میں مشہور ہے کہ کارڈ نصف ملاقات ہے تو خواص کو یہ بات معلوم ہو جانا چاہیے کارڈ عین ملاقات ہے ۔ اس کے کچھ تفصیلی اعتبارات دھنواڑہ لکھے گئے ۔ مختصر غور کیجیے ۔ کارڈ آیا کارڈ پر سیاہی آئی سیاہی میں حروف آئے حروف میں جملے آئے جملوں میں کیا ہے ؟ کیفیت قلب ہے ۔ اس میں کیا ہے ؟ کاتب اور مکتوب کے تعلق کا اظہار ۔ بہ الفاظ دیگر کاتب کا علم اب اس علم سے علیم کتنی دور ہے ؟

دوسرا پہلو: جملوں تک زبان سے کام لیا جائے گا ۔ اس سے آگے دل کا کام ہے ۔ کیونکہ دل کی باتیں دل ہی جانے دونوں دلوں میں علم ایک ہے ۔ دونوں دلوں کی حقیقت ایک ہی ہے ۔ اسی علم سے ربط قائم ہے ۔ دونوں دلوں میں ایک ہی کا علم ہے ۔ بلکہ دونوں دلوں میں ایک ہی جلوہ گر ہے ۔ اب معین سے غلام کتنی دور ہے ؟

مکتوب ۲۵

اپنا شعار

از مقام مغلگدہ۔

مکرمی دام حبہ ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

خیر وعافیت کا خواہاں ۔ دیگر یہ کہ چٹھی اور خط وصول ہوئے کیفیت معلوم ہوئی۔ جواب کیا دوں ہاں اگرچیکہ روحانی فیض ہے لیکن تفویض و توکل اپنا شعار ہے۔ اگرچیکہ مسلمانوں پر آفت اور مصیبت آتی ہے لیکن اس شر کثیر میں ایک خیر عظیم پر اپنی نظر ہے ۔ اگرچیکہ تاڑلہ پلی میں سید امیر صاحب کا اثاث البیت لٹ گیا ہے لیکن جذبات شکر حاصل ہیں تمام احباب کی ارواح محفوظ ہیں۔ باقی خیریت۔

بتائیے اب منڈری جاکر کیا کروں ؟ منڈری سے غیر حاضری کی رپورٹ کردی گئی ہے نظارت سے حاضری کی نوٹس آئی ہے۔ میں نے بھی دو دبے تک کی توسیع کردی ہے آئندہ جیسی مرضی مولا۔

آپ اپنی خیر وعافیت سے اطلاع دیتے رہئے ۔ حکمت و مصلحت پیش نظر رہے تو غیر مجرموں کی گرفتاری بھی بجا ہے وہ بھی ایک راز ہے ۔ زیادہ لکھنے کا موقع نہیں ہے ۔ اطمینان قلب کا ذریعہ صرف ایک حیلہ ہے ۔ اللہ بس باقی ہوس۔

والسلام

غلام

مکتوب ۲۶

علم بدل

کاشانہ غلام مغل گدہ

محبی و محبوبی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

دو کارڈ ملے ،مندڑی سے بشیر الدین صاحب کا خط بھی تفصیلی آیا تھا کیفیت معلوم ہوئی آپ کے پاس تفصیلی خط لکھنے کے خیال سے جلد جواب دے نہ سکا معاف فرمائیے ۔اب بھی موقع نہ ہونے کی وجہ سے کارڈ ہی لکھ رہا ہوں آئندہ تفصیلی خط روانہ کروں گا مندڑی کو بھی آج ہی سرسری کارڈ لکھدیا ہوں۔

وداعی اشعار میں سے آپ نے خوب چن لیا خدا مبارک کرے ۔جب تک خمار نہ آئے دین کا لطف نہیں مل سکتا ہے ۔دنیا والے درختوں کا پانی پی کر مست ہونا چاہتے ہیں۔ مجازی حسن دیکھ کر مبہوت رہ جاتے ہیں۔ان کے اس علم کے بدلنے کی ضرورت ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ

" تو لاالہ کی مستی میں چور ہوجائے "ہم شراب طہور سے مست ہوجائیں ، مالکیت و حاکمیت الٰہیہ سے مست ہوجائیں ہماری مستی دیکھ کر یقیناً ان میں شوق کی آگ لگے گی اور وہ راستے پر آسکیں گے ۔ تفصیلی خط پھر لکھوں گا ۔ (مقدر میں تمہارے دولت دیں بے شمار آئے) دوست احباب کو سلام فرمائیے ۔

مکتوب ۲۷

معیار انتخاب

کاشانہ غلام مغلگدہ ۱۷/۷/۵۹ف

مکرمی و محبی معین زاد عرفانہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ علی احسانہ۔ جگر پارے ملے کیفیت معلوم ہوئی۔ پرانی ذاتی کشمکش کی یاد تازہ ہو گئی۔ دنیا میں شادی کا ہنگامہ اور دین میں بیعت کی کشمکش۔ ان دونوں میں ایک خاص تعلق محسوس ہوتا ہے۔ انتخاب کا مسئلہ دونوں مقامات میں مشترک اور اہم ہے عجیب اتفاق ہے کچھ دنوں سے آپ کے متعلق اسی مسئلہ پر مختلف مختلف اوقات میں مجھے قلب نے متوجہ کیا اور یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس یہ لکھدوں کہ اس معاملہ میں عجلت کی ضرورت نہیں ہے۔ توقف مناسب رہے گا میں لکھنے کے خیال میں تھا کہ آپ کے جگر پارے آہی گئے اب سمجھ میں آگیا کہ معاملہ کیا تھا۔

معین! آپ نے مسئلہ میرے سامنے رکھا۔ میں کسی فتوی کے قابل نہیں۔ لیکن اپنا فرض سمجھ کر اپنے معلومات کے سرمایہ کو آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں یقین ہے کہ آپ کا مسئلہ کچھ حل ہو جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

شائد آپ کو یاد ہو کہ دنیاوی انتخاب میں، دین، دولت اور حسن کی جامعیت کو معیار کمال رکھا گیا ہے اور اس کی تفصیلات بھی شائد آپ کے ذہن میں ہوں۔ اسی طرح دینی انتخاب میں، حالات، اوقات اور برکات کو معیار کمال قرار دینا چاہیے۔

حالات : تعلیم کیسی ہے ؟ کتاب و سنت سے کسقدر قربت ہے۔ اصول اور فروع میں کتاب و سنت پر عمل اور پابندی کا کیا حال ہے اخلاق و عادات میں رسول خدا سے کتنے قریب ہیں۔ سند کس سلسلہ سے پائی ہے۔ اس سلسلہ کے تازہ سند یافتہ اصحاب کا کیا حال ہے اور قریبی بزرگوں کے حالات کیا تھے۔ سند باضابطہ تکمیل تعلیم و تربیت کے بعد ملی ہے یا خاندانی ؟

اوقات : رات دن کیسے گذرتے ہیں اوقات قابو میں ہیں۔ بے قابو ؟ ابن الوقت ہیں یا ابوالوقت۔ یعنی وقت ملتا ہے تو ذکر و فکر میں مشغول رہتے ہیں یا مشغول رہنا چاہیں تو وقت مل جاتا ہے فرائض بروقت ادا کرنے کا احساس کتنا ہے ؟ تبلیغ حق کا خاص نظام العمل ہے یا نہیں ؟ سحر خیزی کا عالم کیا ہے ؟ زندگی کے ہر شعبے میں عرفان چھایا ہوا یا نہیں ؟ (یہ خیال رہے کہ اس مقام پر ذکر و فکر کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ کہیں ابتدائی ذکر و فکر کو معیار نہ بنالیا جائے۔)

برکات : اس معیار کو اگرچیکہ آخر میں عرض کیا جارہا ہے لیکن طالب کے لئے مقدم ترین ہے۔ اس معیار پر یہ دیکھا جائے کہ اس سلسلہ کے عام برکات کا کیا حال ہے۔ سلسلہ میں شامل شدہ لوگوں کے حالات و واقعات کیا ہیں ان کی زندگی پر عرفان کس حد تک چھایا ہوا ہے اور خصوصیت سے شیخ وقت کی برکات کا کیا عالم ہے ؟ اور اپنے بھائیوں کا کیا حال ہے جو قبل ازیں ہاتھ دے چکے ہیں ساتھی کتنے ہیں ان میں تربیت یافتہ کتنے ہیں، سند یافتہ بھی ہیں یا نہیں ؟ اور اس سلسلہ میں تربیت جلد ہوئی ہے یا بہ دیر ؟ محبت میں آثار کا کیا عالم ہے ؟

مکرمی ! آپ کے سامنے ایک معیار ہے۔ اس معیار پر آپ ہی فیصلہ کر ڈالئے آپ کا فیصلہ آپ کے لئے مفید ترین ہوگا۔ میں اپنا فیصلہ بعد میں عرض

کروں گا کیونکہ میں قصدا یہ چاہتا ہوں کہ آپ مزید چند دن کشمکش میں بستلا رہیں۔

ایک اہم اور ضروری بات یاد رکھی جائے کہ حصول فیض میں اصل چیز شیخ سے اپنی مناسبت ہے اور جب دو پھول ایک ہی رنگ و بو کے ہوں تو بلحاظ (ماضی، حال، مستقبل) قریب ترین پھول کو اٹھالیجیے۔

نوٹ: اصل چیز تعلیم و تربیت ہے اور تعلیم و تربیت کیلئے بیعت شرط اور مقدم نہیں پرخلوص محبت کافی ہے۔ محبت مسلسل رہے تو چھپانے والا بھی بظاہر چھپانے کی باتیں اگل دیتا ہے۔ تجربہ کرلیا جائے تدریجی ترقی پائیدار اور فطری ہوگی انتظار بہتر ہے استخارہ کے نتیجہ سے اطلاع دی جائے خدا ہمیں اس کام کیلئے خاص کرلے۔ جس کے کیلئے ہمیں پیدا کیا ہے۔

والسلام

غلام

مکتوب ۲۸

قسمت اور کچھ مسائل

از مقام کندرگ۔ یکم جنوری ۱۹۵۴ء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم محترم سلمہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی احسانہ۔ کارڈ ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ کبھی موقع ملا تو انشاء اللہ العزیز قسمت کا مسئلہ سمجھایا جائے گا لیکن اس وقت تک آپ ایک مثال کو سوچتے رہیے۔

آپ کے دو لڑکے ہیں۔ ایک برا نکلا اور ایک نیک، برے سے آپ کو نفرت ہے۔ نیک سے محبت ہے۔ برے کو آپ نصیحت کرتے ہیں کہ برا کام نہ کریں اور یہ کام تو کیوں کیا؟ تو وہ آپ کو جواب دیتا ہے کہ آپ نے مجھے کیوں جنا؟ اسی لئے میں برا کام کر رہا ہوں۔ "آپ ہی نے مجھے برا جنا ہے" ایسا جواب اگر لڑکا دے تو باپ کے پاس کیا جواب ہے؟ آپ اس پر غور فرمائیے۔

(۲) ملازمت خاص سود وصول کرنے کیلئے درست نہیں۔

نذر و منت کا کھانا قطعاً ناجائز ہے۔ نماز وغیرہ نہیں چھوٹ سکتی خواہ کسی کو بھلی معلوم ہو یا بری۔ ہر کام سے پہلے استخارہ کرلیجئے۔ مولیٰ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کیجئے، استغفار اور درود کی کثرت رکھئے انشاء اللہ تعالی سب کام ٹھیک ہو جائیں گے زندگی بغیر بندگی ہو تو اسی کا نام دنیا ہے۔ اگر زندگی میں بندگی ہو تو دین ہے۔ لیکن یہ بھی ابتدائی بات ہے۔ آخری بات تو یہ ہے کہ بندگی میں زندگی پیدا ہو جائے۔ مولیٰ تعالیٰ کی محبت دل میں بھر جائے ان کی عبادت ذوق و شوق سے کیجائے اسی محبت کے حاصل کرنے کیلئے ان کے احسانات کو بار بار یاد کیا جائے اور ان کے نام کو بار بار زبان سے یاد کیا جائے یہی حقیقت ذکر ہے۔ والسلام

مکتوب ۲۹

حکیم کی بات

از مقام مغلگدہ

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں ۱۹/ آبان کو مغل گدہ آ گیا۔ اور ابھی یہیں رکا ہوا ہوں۔ مدناپور، ونسپرتی، مندڑی کی کوئی کیفیت نہیں ملی۔ حالات پر سکون ہونے کی اطلاع ملتے ہی روانہ ہو جاؤں گا۔ یہاں تاحال، سکون ہے۔ ہتھیار داخل کر دیئے گئے ہیں اپنی بندوق بھی چلا گئی ہے۔ والد صاحب کا مزاج ابھی ناساز ہے دوا جاری ہے۔ مکان میں آشوب چشم سے تکلیف ہے بچی کی آنکھیں بھی درد ہیں۔ جو کچھ ہے خدا کا شکر ہے قدرت کے کام برحق ہیں ہر شر میں خیر ہے حکیم کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے خاموشی کے سوا چارہ نہیں۔ ایمان اور اخلاق کی مضبوط گرفت اب بھی نجات دے سکتی ہے۔ اللہ ہمارا حفیظ ہے۔

والسلام

غلام

مکتوب ۳۰

درسِ اخلاص

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبان مندڑی زاد جسہم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ! بخیر ہوں اور خیر وعافیت کا خواہاں ہوں۔

دیگر یہ کہ محبت نامہ ملا۔ دل بیت السرور ہو گیا للہ الحمد۔ آپ احباب سے جدا ہوا اللہ کے لئے جدا ہوا، کیا دنیا کے واسطے جدا ہوا؟ دنیاوی نفع کی کوئی معمولی امید بھی تھی؟ کیا آپ سے زیادہ وہاں کوئی چاہنے والا تھا۔ برعکس اس کے آپ جیسے احباب کو چھوڑا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب کی خصوصی دعوت کو چھوڑا اطمینان کی چال کو چھوڑا، دن کے چین کو رات کے آرام کو چھوڑا، جس کے لئے سب کچھ چھوڑا وہی میرا مقصود ہے۔ اور محض اللہ کے لئے، خاص اسی کام کے لئے ان سب کو چھوڑا۔ خیر اس طرح چھوڑ چھاڑ کر شائد (۱۲) بجے مندڑی سے نکل کر پونے دو بجے کے قریب کتہ کوٹہ پہنچا۔ پہنچتے ہی بس آگئی سوار ہو گئے۔ سوا دو تک مدنا پور پہنچے مسجد کو بیرون سے سجایا جا رہا تھا ظہر سے فارغ ہو کر اسٹیشن پہنچے گاڑی ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔ آنے کے بعد سوار ہوئے اسٹیشن پر مولانا عبدالحفیظ صاحب مل گئے گاڑی میں سوار ہو کر ترجمان القرآن کا ایک پرچہ حاصل کیا گیا۔ کوکنٹلہ پر اترے۔ جو لوگ اطراف سے آنے والے تھے وہ اسٹیشن پر نہ اترے ڈیڑھ میل چل کر کوکنٹلہ کی مسجد میں داخل ہوئے مسجد بڑی بنائی گئی ہے اور مقام کے لئے ضروری بھی تھی پیش امام صاحب و دیگر حاضرین سے علیک سلیک ہوئی۔ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک گم

سم رہا افطار کے ساتھ ہی امامت کا ہار گلے میں ڈال دیا گیا عام دعوت تھی آبادی میں جا کر کھا آیا اور تھوڑی دیر لیٹ گیا لیکن نیند کہاں ۔ بوجہ مسافرت عشاء کی امامت پیش امام صاحب کے حوالے کردی گئی ۔ سوا دس بجے کے قریب عشاء ختم ہوئی ۔ سارے دس سے زبان کھلی اور ساڑے بارہ تک کھلی رہی اگرچیکہ نیند کا غلبہ تھا ۔ راستہ کی حرارت تھی ۔ شیروانی گرم ہوگئی تھی دماغ پک رہا تھا لیکن فرض کی تکمیل کرنی تھی، کرنی پڑی ۔ ۲ بجے تک صلوۃ التسبیح اور نوافل وغیرہ کی تکمیل کرلی گئی اور لیٹ گیا ڈیڑھ گھنٹے کے بعد بیدار کردیا گیا ۔ سحری کا عام انتظام تھا سحری کرلی گئی ۔ سحری کے بعد مناجات کی گئی ۔ فجر کے بعد سے ۱۰ بجے تک بشیر الدین صاحب کے والد صاحب سے مختلف اور معمولی گفتگو رہی ۔ ۱۲ بجے تک سونے کی کوشش کی گئی ۔ ذرا دماغ ہلکا ہوا پونے بارہ بجے سے جمعہ کا خطبہ شروع کیا گیا اور سوا بجے تک نماز ختم کردی گئی اور استقامت پر زبان کھلی تو ڈھائی بجے تک کھلی رہی ۔ تبلیغ کے آثار و نتائج بشیر الدین صاحب سے سنے جائیں گے ۔ دیکھیں کیا سناتے ہیں ۔ پھر وہاں سے نکل کر شب میں بعد مغرب مغل گدہ پہنچ گیا ۔

باقی حالات قابل شکر ہیں ۔ تمام احباب کی خدمت میں بہ اعتبار صالحیت و شہادت سلام عرض ہے ۔ ساتھ ہی ساتھ عید مبارک ، مگر عاشقوں کی عید حق کی دید ہے

المورخہ ۱۷/ مہر ۵۶ ف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب ۳۱

۲۴/ شوال ۱۳۹۸ھ

محبی و محبوبی مولوی عبدالعلیم صاحب زاداللہ علمہ و عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲/ شوال کا خط ملا، باعث مسرت و سرور ہوا۔ عاشقوں کی عید حق کی دید ہے عید تو دید کا نام ہے۔ مخلوق کے ذریعہ خالق کو دیکھنا، مملوک کے ذریعہ مالک کو دیکھنا، محکوم کے ذریعہ حاکم کو دیکھنا، مربوب کے ذریعہ رب کو دیکھنا، عابد کے ذریعہ معبود کو دیکھنا، یہ ابتداء ہے۔

اگر یہ علم صحیح نہ ہو تو مخلوق خالق کا حجاب، مملوک مالک کا کا حجاب، محکوم حاکم کا حجاب، عابد معبود کا حجاب بن جاتے ہیں۔ علم صحیح سے یہی حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اور یہی اشیاء پروردگار تک پہنچنے کا ذریعہ، واسطہ اور سبب بن جاتے ہیں یہی مخلوقات سے گذر کر بندہ، حق کے دربار میں پہنچ جاتا ہے، مخلوقات کے آئینہ میں خالق کی صفات کا جلوہ نظر آتا ہے۔

آپ کا خواب بہت مبارک ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ آمین۔ تعبیر بھی ظاہر ہے افادہ اور استفادہ ہوگا۔ اور پورے ذوق و شوق سے حفظ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہوجائے گا۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ آپ کو مقرر بننا نہیں ہے اصل کام یہ ہے کہ آپ کی تقریر اور آپ کی زندگی کی تحریر میں کوئی فرق نہ ہو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ کا قال عین حال ہو اور حال عین قال ہو۔ انفس و آفاق میں اللہ کی مالکیت مستحضر رہے مالکیت کی دید ہی صالحیت کی عید ہے اور خالقیت اور مالکیت کا ادراک آپ کو اللہ تعالیٰ کے فعل تک پہنچادے گا۔ احقر کی جانب سے حسب مراتب سلام مسنون۔

غلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب ۳۲

محبی و محبوبی مولوی عبدالعلیم صاحب زاد علمہ و عرفانہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ الحمد للہ علی احسانہ ۔ عافیت طرفین مطلوب ۔

کل بروز شنبہ مسجد کوثر محبوب نگر میں آپ کا خط ملا ۔ اور باعث سرور ہوا ۔ آپ کے والد صاحب کا مشورہ ٹھیک رہا ۔ اور احقر کے لئے بھی باعث سہولت ہے ۔ بروز یکشنبہ آپ کے خط کا جواب لکھا جارہا ہے ۔ پہلا مشورہ احقر کے القاب کے سلسلہ میں ہے آپ نے القاب میں سیدی ، مولائی ، مرشدی ، بحر العلوم مد فیوضکم لکھا ہے مرشدی تک کافی ہے آگے غیر ضروری ہے اور دوسرا مشورہ یہ ہے کہ تعلیمات تدریجاً ہی دیئے جاتے ہیں ۔

اب اپنی ابتدائی تعلیمات پیش ہیں ۔ خالق ہو کہ مخلوق ان کے پہچاننے کا ایک اصول ہے کسی بھی ذات کی پہچان اس کی صفات سے ہوتی ہے صفات کی معرفت افعال سے ہوتی ہے اور افعال کی معرفت آثار سے ہوتی ہے ۔ نیم کا درخت اپنے پتوں ، چھال ، بو اور مزہ سے پہچانا جاتا ہے ۔ آم کا درخت اپنے پتوں ، پھولوں اور مزے سے پہچانا جاتا ہے ۔ حیوانات اپنی شکل و صورت اور آوازوں وغیرہ سے پہچانے جاتے ہیں اور انسان اپنی شکل و صورت اور آوازوں وغیرہ سے پہچانے جاتے ہیں ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک بھی اپنی صفات ، افعال اور اپنی قدرت و کمالات کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے ۔ ان آثار کے ذریعہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا علم آتا ہے ۔ جتنی مخلوقات ہیں ان سب کو آثار اللہ کہا جاتا ہے انہی آثار کے ذریعہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا علم آتا ہے ۔

اشیاء کیا ہیں ؟ اور کس کی ہیں ؟ انسان کے فطری سوال ہیں ۔ انسان کیا ہے اور کس کا بنایا ہوا ہے ؟ زمین کیا ہے اور کس کی بنائی ہوئی ہے ؟ سورج کیا ہے اور کس کا بنایا ہوا ہے ؟ چاند کیا ہے اور کس کا بنایا ہوا ہے ؟ شیطان کیا ہے اور کس کا بنایا ہوا ہے ؟

اب ان کا جواب سنئے ۔ آسمان مخلوق ہے ، اللہ کا بنایا ہوا ہے ۔ زمین مخلوق ہے ، اللہ کی بنائی ہوئی ہے ۔ چاند مخلوق ہے ، اللہ کی ملک ہے ۔ سورج مخلوق ہے ، اللہ کی ملک ہے ۔ درخت مخلوق ہے ، اللہ کی ملک ہیں ۔ حیوانات مخلوق ، اللہ کی ملک ہیں ۔ انسان مخلوق ہے ، اللہ کی ملک ہے ۔ شیطان مخلوق ہے ، اللہ کی ملک ہے ۔ اس طرح ان آثار سے اللہ کی مالکیت کا ادراک ملتا ہے اسی کا استحضار ہونا چاہیئے ۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ شئی پر نظر پڑتے ہی اللہ کی مالکیت یاد آجائے ۔ "اللہ مالک ہیں" یہی آپ کی فکر و نظر کا محور رہے ۔ آفاق پر نظر پڑے تو یہی شعور کہ اللہ مالک ہیں ۔ انفس پر نظر پڑے تو یہی شعور کہ اللہ مالک ہیں ۔

انفس و آفاق میں اللہ کے مالک ہونے کا استحضار رہے ۔ آگے راستے کھلتے چلے جائیں گے ۔

میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سو تیرا
تیرا تجھ کو سونپنے ، کیا جاتا ہے میرا
میری جاں ، میرا دل ، یہ سب ان کا
میرا ، میرا ، خیال ہے میرا

غلامِ محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب ۳۳

مکرمی مولوی عبدالحمید صاحب زاد عرفانہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خیریت حاصل، عافیت مطلوب۔ الحمد للہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ذات کی معرفت صفات ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور ذات کی تعریف یہی ہے کہ وہ اسماء وصفات کا مرجع ہو۔ قرآن میں اسماء وصفات کی دو قسمیں بتلائی گئی ہیں۔ اس لئے دو ذاتیں ثابت ہیں ایک کامل دوسرے ناقص۔ ان آیات کو ملاحظہ فرمایئے۔

(۱). اللہ خالق کل شئی۔ یعنی اللہ ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں۔

(۲) للہ مافی السموت و مافی الارض۔ یعنی آسمان وزمین کی ہر چیز کے مالک اللہ ہی ہیں۔

(۳) الا لہ الحکم۔ یعنی صفت حاکمیت اللہ ہی کے لئے ثابت ہے۔

(۴) وھو السمیع العلیم۔ یعنی وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

(۵) ھو الحی القیوم۔ یعنی وہی حیات وقیومیت کی صفات سے موصوف ہے

(۶) فعال لمایرید۔ یعنی فاعل حقیقی اللہ ہی ہے۔

(۷) وھو علی کل شئی قدیر۔ یعنی وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

ان مذکورہ آیات سے اسماء وصفات کاملہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سماعت، بصارت، کلام)، معبود وربوبیت، مالکیت وحاکمیت وغیرہ ان تمام اسماء و صفات کاملہ کا مرجع ذات کامل ہے اور وہی ذات الٰہی ہے۔

اس کے مقابلے میں ظاہر ہے کہ صفات ناقصہ ہوں گے یعنی موت، جہل،

اضطرار، عجز، بہرہ پن، اندھا پن، گونگا پن، مملوکیت، محکومیت، مربوبیت، عبدیت وغیرہ کیوں کہ مخلوق کے لئے خالق ضروری اور مملوک کے لئے مالک ضروری، مربوب کے لئے رب ضروری ہے۔ اسی طرح دوسری صفات بھی سمجھی جائیں۔

مخلوق کی ذاتی صفات کا تذکرہ حسب ذیل آیات میں کیا گیا ہے چند پر غور فرمالیں۔

(۱) انک میت و انهم میتون۔ (۲) انه کان ظلوما جهولا۔ (۳) وما تشاؤن الا ان یشاء الله۔ (۴) افتعبدون من دون الله ما لا یسمع و لا یبصر۔ (۵) و اسئلوهم ان کانوا ینطقون۔ اور اس جیسی آیات سے ان کے تفسیری، اور مرادی معنی کے تعین مضمون کے ساتھ ساتھ مخلوق کی ذاتی صفات کی نشاندہی بھی ہوتی ہے ان ہی صفات کا مرجع ذات ناقص ہے۔ اور ذات حق اور ذات خلق میں ذاتا قطعی غیریت ہے، غیریت حقیقی اصطلاحی ہے۔

مخلوق اور خالق برابر نہیں ہوسکتے۔ حاکم اور محکوم برابر نہیں ہوسکتے۔ رب اور مربوب برابر نہیں ہوسکتے۔ دیکھنے والا اور اندھا برابر نہیں ہوسکتے۔ قدرت والا اور بے ارادہ برابر نہیں ہوسکتے۔ علم والا اور بے علم برابر نہیں ہوسکتے۔ زندہ اور مردہ دونوں کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔

مزید آیات کی تلاوت کیجئے اس غیریت کا پتہ چلے گا۔ فرمایا:

(۱) هل من خالق غیر الله۔ یعنی کیا کوئی اللہ کا غیر خالق ہے؟ (۲) افغیر الله تامرونی اعبد ایها الجاهلون۔ یعنی اے جاہلو! کیا مجھے تم غیر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیتے ہو۔ (۳) وما تستوی الظلمات و النور۔ ولا الظل

ولا الحرور ۔ وما تستوی الاحیاء و لا الاموات یعنی کیا ظلمات اور نور برابر ہو سکتے ہیں اور دھوپ چھاؤں ایک ہیں اور زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے ۔

اس طرح بے شمار آیات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ذات حق اور ذات عبد دونوں ثابت ہیں اور ایک دوسرے کے قطعاً غیر ہیں ۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممکن اور واجب میں بالذات عینیت محال ہے ۔ جہاں تک مسئلہ وجود کا تعلق ہے اس کا بیان انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر ۔ اس موقعہ پر شیخ اکبر کی مزید ایک بات یاد رکھئے ۔

والعبد عبد وان ترقی
والرب رب وان تنزل

یعنی بندہ بندہ ہی ہے کتنا ہی عروج کرے اور رب رب ہی ہے کتنا نزول کرے ۔ (باقی آئندہ ، انشاء اللہ)

غلام

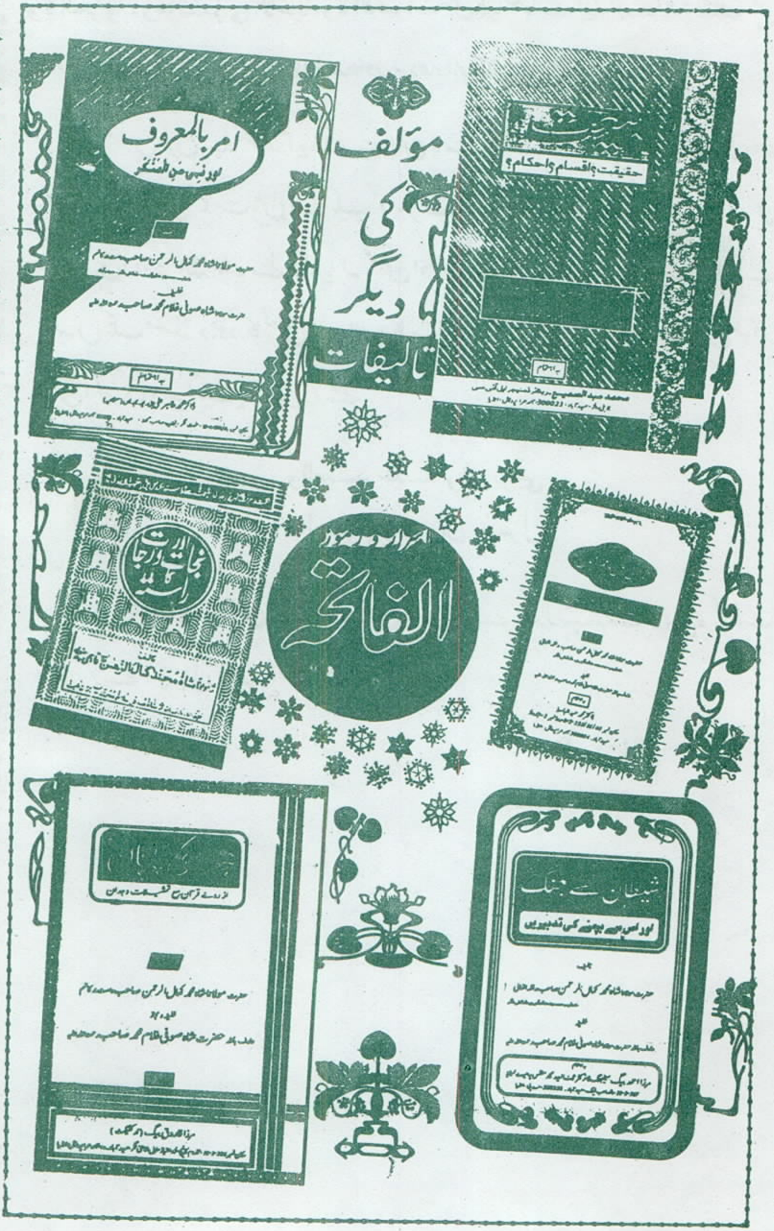

مؤلف کی دیگر تالیفات
امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر
حقیقت؟ اقسام و احکام؟
الفاتحہ
نجات اور درجات کا راستہ
شیطان سے جنگ
اور اس سے بچنے کی تدبیریں

ملنے کے پتے

☆۔۔ مسجد عالمگیری

شانتی نگر نزد آئی ٹی آئی ملے پلی، حیدر آباد ۲۸

☆۔۔ حضرت مولانا محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

مکان نمبر 19-4-281/A/39/1، محلہ نواب صاحب کنٹہ حیدر آباد 500053

فون 4414680

☆۔۔ مولانا جمال الرحمن صاحب مدظلہ

مکان نمبر 13-5-600/43 محلہ ٹپہ چبوترہ، حیدر آباد، فون نمبر : 4732802

☆۔۔ ڈاکٹر محمد طاہر علی بی یو ایم ایس (عثمانیہ)

مکان نمبر 19-4-278/A غوث نگر نواب صاحب کنٹہ حیدر آباد آندھرا پردیش انڈیا پن کوڈ

500053 فون 4413862

☆۔ شکیل کمپوزنگ سنٹر

17-9-183/3/5، نزد مسجد معراج، کرما گوڑہ، سعید آباد، حیدر آباد۔

فون 528583

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن قاسمی صاحب دامت برکاتہم

کی دیگر مطبوعہ کتابیں

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
- حالات اور تعلیمات محبوب سبحانیؒ
- زندگی میں غم کیوں؟ مصائب کیوں؟ علاج کیا؟
- نجات اور درجات کا راستہ
- سورۃ الکوثر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
- ملفوظات۔ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ
- تقلید کیا اور کیوں
- مختصر حالات مچھلی والے کمال شاہ صاحبؒ
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ایمان، اجمال، تفصیل، تحقیق
- تلاوت قرآن آداب وفضائل
- نغمہائے نورانی (۱)(۲)(۳)
- دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
- تابدار نقوش
- آئینہ غلام
- استعانت کے طریقے
- احوال دل
- ایمان واحسان
- بیعت
- تفسیر سورۃ الفاتحہ
- ھدایت اور راہ اوسط
- طریقہ صلوٰۃ وسلام
- سیر انفس
- کلام غلام
- دینی باتاں منظوم
- دو اہم مدارج
- مجاہدہ
- خوف الٰہی
- زکوٰۃ
- قربانی
- مکاتیب عرفانی
- پہلا درس بخاری
- ولایت
- سرزمین دکن میں
- کلمہ طیبہ
- سورۃ الاخلاص
- خودشناسی وحق شناسی
- سیدھا راستہ
- جنت
- دو برکت والی راتیں
- عکس جمال نعتیہ کلام
- الشجرۃ العالیہ
- شیطان سے جنگ
- دعوت وتبلیغ
- سکونِ دل
- مکتوبات غلام
- خدا کی پہچان
- دیدہ ودل
- علم اور اہل علم
- افکار سالک